سفرِ وطن

مصنفہ

مولائی و مرشدی والدی حقیقت آگاہ معارف دستگاہ

طریقت پناہ عالیجاہ حضرت سید محمد افتخار علی شاہ صاحب قبلہ

غریب الوطن

مدنی چشتی قادری حیدرآبادی قدس سرہ العزیز

باہتمام و تصحیح

فقیر حقیر سراپا تقصیر سید ظہور عالم حسینی خلف و جانشین حضرت مصنف

مطبع

اعظم اسٹیم پریس چارمینار حیدرآباد دکن

۱۳۵۱

قیمت ([illegible])

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعارف

الحمد للہ آج مرۃً بعد اولیٰ و کرّۃً بعد آخری کتاب مستطاب **سفر در وطن** مصنفہ گنجینہ اسرار نہانی معدن معرفت و خدادانی نجم فلک ملکوت نیر سپہر لاہوت غواص بحر معرفت خضر شاہ راہ طریقت صفوہ دودمان مصطفےٰ نقوہ خاندان مرتضیٰ نائب رسول اللہ قطب الاقطاب غوث زمن فخر الاوّلین والآخرین سیدی و مرشدی حضرت سید افتخار علی شاہ صاحب الحسن الحسینی الچشتی المدنی المعروف بہ غریب الوطن قدس اللہ سرہ فی السر والعلن متوطن بلدہ حیدر آباد دکن آلودہ خاک و پاک چشتی چمن زیور طبع سے آراستہ ہوتی ہے۔ زمانہ حیات مصنف علام مین کتاب مذکور متعدد

مقامات یعنی شہر مدراس دہلی حیدرآباد دکن میں طبع ہوئی۔ مصنف علام کو آمادہ عوام ملحوظ خاطر عاطر تہا اس لئے رجسٹری نہیں کروائی ابتک یہہ جہاں کہیں طبع ہوئی اغلاط کتابت سے مملو تہی البتہ جو نسخہ اورنگ آباد میں میرے راہنما جناب مولانا سید اشفاق حسین صاحب صدر عالم شاہ خلیفہ حضرت ممدوح نور اللہ ضریحہ کے اہتمام سے طبع ہوا بہ نسبت دوسرے مطبوعہ نسخوں کے زیادہ صحیح تہا کیونکہ اس کی تصحیح حضرت مصنف علام نے بالذات فرمائی تہی باوجود اِس اہتمام کے دو مقامات پر غلطیاں باقی رہ گئیں تہین۔ ایک مقام پر بجائے مقام کفر در پیش آیا کے مقام کفر میں آیا غلط ہے دوسری جگہ سو بار ہی جڑی غلط ہے سو بار اُجڑی صحیح ہی کلیات وطن جناب مولوی معین الدین صاحب یوسفی نے طبع کر کے شایع فرمایا جو قابل ہزار تحسین ہے۔

خدا کا لاکہہ شکر ہے کہ حضرت قبلہ کے چہوٹے صاحب زادے مکرم و محترم جناب مولوی سید شاہ ظہور عالم الحسن الحسینی المدنی سجادہ نشین حضرت ممدوح نے قبل ازین صبح سفر طبع فرما کر طالبان حق کو مسرور و مبتہج فرمایا اور اب سفر در وطن طبع فرما کر جملہ مریدین اور سالکین کو ممنون فرما رہے ہیں۔ بمصداق الولد سرلابیہ حضرت سید شاہ ظہور عالم حسینی فخر سالکان مسالک طریقت و خدادانی و درثمین قلزم حقائق ومعانی اپنے والد

ماجد قدس اللہ سرہٗ کے خلف الصدق ہیں پھر اُن کی فیض رسانی اور ضیار پاشی

سے کیوں تعجب ہو ؎

لیس علی اللہ بمستنکر ان یجمع العالم فی واحد

آپ کے مُریدین اضلاع، ناندیڑ، پربھنی، ورنگل، نظام آباد و نیز خاص

حیدرآباد مینو سواد اور شہر اورنگ آباد صانہما اللہ عن الشر و الفساد میں سینکڑوں

کی تعداد میں موجود ہیں جو آپ کے فیض سے مستفیض ہو رہے ہیں۔ اُنکے

کمالات ظاہری و باطنی کا احصا متعسر بلکہ محال ہے اس مقام پر مشتے نمونہ

از خروارے آپ کے چند خلفائے صدق و صفار کے نام درج کئے جاتے

ہیں۔

۱۔ قدوۃ عارفین زبدہ سالکین خواجہ محی الدین علی شاہ صاحب چشتی

افتخاری ساکن ہنمکنڈہ جن کی توجہ سے موضع اغال تعلقہ حضور آباد میں دارالسلوک

قائم کیا گیا ہے جہاں صدہا تشنہ کامان بحر عرفان سیراب اور اُن کے مُرید اطراف

و جوانب کے دیہات میں چھ ہزار سے زائد انوار قدس سے مستنیر ہو رہے ہیں۔

۲۔ زبدۃ وصلین محمد شریف المودت خواجہ اشرف علی شاہ صاحب چشتی افتخاری

المتخلص بہ اشرف ساکن بوین پلی۔

۳۔ عمدۃ السالکین محمد نصر اللہ صاحب قریشی المخاطب بہ وطن نما شاہ چشتی

افتخاری ساکن سکندر آباد دکن۔

۴۔ زبدۃ عارفین حکیم عبد الوہاب صاحب المودت بہ ظہور رسا شاہ چشتی افتخاری ملازم دفتر تعمیرات میدک۔

ہر چہار خلفاء کے مرید ممالک محروسہ سرکار عالی میں اُن کے فیوض روحانی سے مستفیض ہو رہے ہیں اور اُن کی ضیاء کالشمس فی رابعۃ النہار اطراف و اکناف ممالک محروسہ سرکار عالی میں نور پاشی کر رہے ہیں۔

مختصر حالات مصنف | حضرت کی ولادت باسعادت بتاریخ ۹ ماہ رمضان ۱۲۴۹ھ شب دوشنبہ بوقت افطار بمقام محمد نگر قلعہ گولکنڈہ واقع ہوئی اس کے بعد آپ کے والدین بھونرے کی کھڑکی کے پاس سکونت پذیر ہوئے اور بتاریخ ۹ ماہ رمضان ۱۳۲۴ھ روز یکشنبہ بوقت افطار بہ مقام بلدہ حیدرآباد محلہ بازار گھانسی میان آپ کا وصال ہوا۔ اس کے دوسرے دن بروز دوشنبہ بوقت یازدہ ساعت راز دار خاں پیٹھ چشتی چمن میں مدفون ہوئے آپ کا مزار شریف اندنون زیارت گاہ خاص و عام ہے آپ کی عمر ۷۵ سال ہوتی مگر بسبب عطاء عمر بیس سال ۹۵ سال زندہ رہے۔

حسب و نسب | حضرت ممدوح سید حسینی نجیب الطرفین ہیں آپ نے بموجب ارشاد خواجہ اعظم حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری حضرت سید اکبر علی شاہ صاحب الحسن الحسینی قدس اللہ سرہٗ کے دست حق پرست پر بیعت فرمائی چنانچہ خود فرماتے ہیں ؎

گرہ دل کے تئیں اپنے وطن داں لیجا | ہیں جناب شہ اکبر ہی تیرے عقدہ کشا

اور سلسلہ قادریہ میں حضرت خواجہ محبوب علی شاہ صاحب قبلہ سے اجازت حاصل فرمائی جو رامپور سے وارد فرخندہ بنیاد حیدرآباد ہوئے تھے حضرت موصوف کا عجیب سلسلہ ہے جو چار واسطوں سے حضرت سیدنا غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا تک پہنچتا ہے۔

تصانیف۔ حضرت کے تصانیف حسب ذیل ہیں:۔

(۱) سفر در وطن (۲) جان سخن (۳) دیوان وطن (۴) ہدیہ موحدین (۵) صبح وطن (۶) صبح سفر (۷) ارشادات وطن (۸) ملفوظات و مکتوبات (۹) اشغال وطن۔

منصب ولایت۔ حضرت کو دربار حضور خواجہ غریب نواز سے ولایت دکن عطا ہوئی لیکن آپ نے عالی حوصلگی سے کبھی اُس کا اظہار نہ فرمایا آپ جس جس محفل میں تشریف رکھتے کوئی شخص آپ کے سامنے لب کشائی کی جسارت نہ کرتا۔ سب آپ کے کلام معجز نظام کے منتظر رہتے۔ مشائخ عظام راتوں کو کمل اوڑھ کر پوشیدہ طور پہ آتے اور آپ سے مستفید ہوتے لیکن اُن میں اکثر اپنے عُجب و خود بینی کے سبب تحصیل کمال سے عاری رہے ہاں سچ ہے سہ

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی | کاندریں راہ فلاں ابن فلاں چیزی نیست

چنانچہ آپ "سفر در وطن" میں اِرشاد فرماتے ہیں۔

کوئی جبہ و عمامہ کے خیال میں جامہ سے باہر ہو کر گھر کے اندر آپ کو حلقہ میں صوفیوں کے شمار کرتا ہے کوئی سرد مہر دوشالے کی سنبھال میں سرگرم ہو رہا ہے ہر سپت فطرت کا دماغ عرش معلے پر ہے پاؤں ہر ایک ہوا خواہ کا دوش صبا پر ہے کوئی اپنے تخت و تاج پر مغرور ہے کسی کی آنکھ نشہ دولت میں مخمور ہے الی آخرہ کوئی خود بین خود داری کو اپنے خدا سمجھ کر خود بخود بندگان خدا پرست سے آکر جھگڑتا ہے کوئی خاندان پر اپنے نازان ہے کہ وہ خلف سلطان ہے یا نبیرۂ امرائے عالی شان ہے کوئی عالی نسبی پر پھولا ہے کہ جد بزرگوار اس کا اکمل الکملاء ہے یا اعرف العرفا ہے کسی کو خبر نہیں کدھر سے آئے تھے کدھر چلے کسی کو خبر نہیں کس لئے آئے تھے کیا کر چلے عمر تمام ہوئی ناکام ہوئے ناحق دو دن میں بدنام ہوئے دنیا میں ذلت و خواری جاگیر ہوئی آخرت میں شرمساری دامنگیر ہوئی عدیم المثل نے دس برس تک سامع ان کے قال کا رہا بینا اُنکے حال کا رہا لیکن اس نور البصر کو منظور نظر کو چشم سر سے پل بھر دیکھا نہ گوش جان سے کلام بے صوت و صدا سنا۔

کہتے ہیں کہ حضرت نے چالیس سال تک منازل سلوک کو طے کیا اور مجاہدات شاقہ فرمائے لیکن معشوق حقیقی کا وصال حاصل نہ ہوا آخر تعلقات دنیوی پر لات ماری تمام رموز معرفت و خدا دانی اور اسرار حقیقت پنہانی منکشف

ہوئے۔ کسی نے سچ فرمایا ہے ؎

سالک راہ حقیقت ہیں کہ طالب کے تئیں
آن میں چاہیں تو دکھلائیں وہ دیدار خدا

حضرت پیر مرشد فرماتے ہیں اور کیا خوب اِرشاد فرماتے ہیں ؎

پہنچایا آپ کعبہ مقصد کو آن میں
تو کیا ہے اے وطن یہ ترا رہنما ہی کیا

بعد تکمیل و تحصیل آپ بلدہ حیدرآباد تشریف لائے آپ کی خالہ مسماۃ اشرف النساء بیگم صاحبہ المعروف بہ سائیں بنت میر مخدوم علی صاحب المخاطب مخدوم بیگ خان بہادر جمعدار فوج شاہی نے آپ سے اِرشاد فرمایا کہ میاں! تمہاری عمر بیالیس سال کی ہوئی اور ابتک تم نے خوب ریاضت کی اب نکاح کرلو آپ کی خالہ صاحبہ نے بھی اصرار کیا ان ہردو کے اصرار سے آپ نے عقد نکاح پر رضامندی ظاہر کی موضع بوین پلی کے ایک سید صاحب کی لڑکی مسماۃ حضرتہ چاند بی بی صاحبہ سے آپ کا عقد نکاح ہوا اُن کے بطن سے ایک فرزند تولد ہوئے جن کا نام آپ نے اپنے پیرومرشد کے نام پر سید اکبر علی شاہ رکھا اُنھوں نے کم سنی ہی میں وفات پائی۔ اُن کے بعد خواجہ سید معین اللہ حسینی صاحب متولد ہوئے اُن کی شیرخوارگی کے زمانہ میں آپ کی بی بی فوت ہوگئیں آپ کی وفات کے بعد مرحومہ کی ہمشیرہ مسماۃ امام النساء بیگم صاحبہ سے عقد ہوا اُن کے بطن سے خواجہ فرید اللہ حسینی پیدا ہوئے اُن کے سوا، اور ایک فرزند بھی پیدا ہوئے لیکن وہ فوت ہوگئے تین لڑکیاں بھی پیدا ہوئیں جو موجود ہیں

آپکی یہ بی بی صاحبہ بھی ہنوز زندہ ہیں۔ اُن کی زندگی میں آپ نے تیسری بی بی سے عقد فرمایا اُنہون نے ایک لڑکی مسماۃ احمدی بیگم صاحبہ کو چھوڑکر انتقال فرمایا۔ یہ صاحبزادی مولوی جمال الدین صاحب نوری مرحوم پروفیسر نظام کالج سے منسوب ہوئین جن کی تین لڑکیان ہنوز موجود ہیں۔ اِسکے بعد چوتھی بی بی مسماۃ کریم النسا بیگم صاحبہ سے عقد فرمایا یہ بی بی نہایت اطاعت گزار تھین حضرت کے وصال تک خدمت گزاری کرتی رہیں انہون نے دو صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں چھوڑکر حضرت پیر ومرشد علیہ الرحمہ کے وصال کے ایک سال بعد انتقال فرمایا صاحبزادون کے نام خواجہ سید فرید عالم حسینی اور خواجہ سید ظہور عالم حسینی صاحب ہیں۔

حضرت سید افتخار علی شاہ صاحب الحسن الحسینی المدنی قدس سرہٗ کا شجرہ اولاد
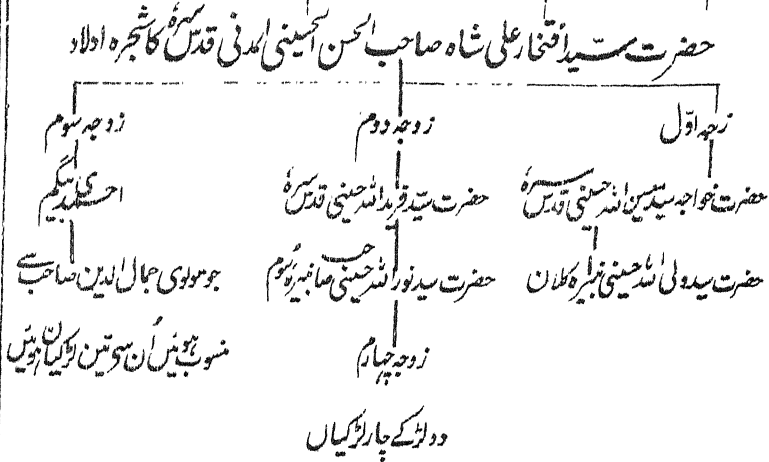
- زوجہ اول
  - حضرت خواجہ سید حسین اللہ حسینی قدس سرہٗ
    - حضرت سید ولی اللہ حسینی نبیرہ کلان
- زوجہ دوم
  - حضرت سید فرید اللہ حسینی قدس سرہٗ
    - حضرت سید نور اللہ حسینی صاحب نبیرہ سوم
- زوجہ سوم
  - احمدی بیگم
    - جو مولوی جمال الدین صاحب سے منسوب ہوئیں اُن سے تین لڑکیاں ہوئیں
- زوجہ چہارم
  - دو لڑکے چار لڑکیاں
    - خواجہ سید فرید عالم حسینی
      - خواجہ سید ولی اللہ صاحب نبیرہ سوم
    - خواجہ سید ظہور عالم حسینی
      - دو صاحبزادیان

شجرہ حضرت سید افتخار علی شاہ صاحب الحسن الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید افتخار علی شاہ صاحب الحسنی الحسینی المدنی ابن حضرت میر کاظم علی صاحب ابن سید محمد مدنی قدس اللہ اسرارھم۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم مبارک حضرت پیاری بیگم بنت حضرت میر مخدوم علی صاحب المخاطب بہ مخدوم بیگ خان بہادر جمعدار فوج شاہی۔ آپ کی خالہ صاحبہ قبلہ مدظلہا کا اسم مبارک حضرتہ اشرف النسا بیگم صاحبہ بنت میر مخدوم علی صاحب آپ کی نانی صاحبہ کا نام حضرتہ امتیاز النساء بیگم صاحبہ۔

آپ کی زوجہ اولیٰ کا نام حضرتہ چاند بی بی صاحبہ قبلہ قدس سرہ زوجہ ثانیہ کا نام حضرتہ امام النساء بیگم صاحبہ قبلہ مدظلہا زوجہ ثالثہ کا نام باور بیگم۔
زوجہ رابعہ کا نام حضرتہ کریم النساء بیگم صاحبہ آپکے نانا صاحب کا اسم مبارک حضرت میر مخدوم علی صاحب المعروف بہ مخدوم بیگ خان خلف حضرت میر محمد علی صاحب عرف محمد بیگ خان بہادر تھا۔ آپ سید صحیح النسب تھے جن کو خان بہادر کا خطاب ملا تھا۔

اور سوار و پیادہ اور ماہی مراتب اور نشان اور پالکی سے مفتخر اور ابو الخیر خان تیغ جنگ شمس الامراء امیر کبیر کے شرف ہمراہی سے ممتاز تھے۔ حضرت قبلہ کے مرض الموت میں احقر راقم الحروف حاضر خدمت ہوا۔ اثنائے گفتگو میں حضار مجلس کے روبرو فرمایا فقیر کا وارث فقیر ہے اپنے جگر گوشگان کیطرف متوجہ ہو کر حسب ذیل نصائح فرمائے۔ صحبت امراء سے اجتناب کرو میری عین خوشی ہے کہ تم چاروں بھائی

باتفاق رہو میرے بعد جملہ اُمور برادرانِ دینی کی مشاورت سے ملے ہون۔ بوقت روانگی اس ناچیز سے مخاطب ہوکر فرمایا ؎

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

اَب تم سے میدان حشر میں ملاقات ہوگی۔ فقیر رونے لگا۔ آپ بھی آبدیدہ ہوئے۔ اور اسی شعر کی تکرار فرماتے رہے۔ پھر صاحبزادون سے فرمایا ہم تو روانہ ہوتے ہیں اسکا (احقر کا) خیال رکھنا۔ اور فقیر سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا آپ اپنے مصالح بنو آپ اپنے ناصح بنو۔ خبردار راہِ سلوک میں لغزش نہو۔ خلفار سے فرمایا میرے بچے قابل رحم ہیں انکی اعانت کیجائے۔ فقیر عرض کرتا ہے کہ حضرت کا یہ ارشاد محض ہضما للنفس تہا ورنہ چارون صاحبزادے حضرت کے صحبت یافتہ ہیں اور حضرت کی چند روزہ صحبت کے اثر نے ناقص کو کامل اور مس کو کندن بنادیا پھر وہ سلالہ طیبہ جنکو شب و روز کی صحبت میسر ہو اس کے درجہ کمال تک پہنچنے میں کیا شک ہوسکتا ہے۔ حق تعالیٰ حال سجادہ نشین اور جملہ فرزندان و بندگان کو حضرت کی تاسی نصیب فرمائے۔ اس کے بعد فقیر ملازمت پر روانہ ہوگیا۔ اس کے انتیسویں روز حضرت نے جہان ناپائیدار کو الوداع کہا۔

بیالیس سال کی عمر تک حضرت نے ریاضت شاقہ کی۔ اکثر ممالک کی سیاحت فرمائی۔ پیادہ پا حج فرمایا۔ روضہ نبوی کی زیارت فرمائی۔ حضور خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کے آستانہ فیض آشیانہ میں تین سال تک مُقیم رہے۔ مشہور ہے کہ اُن ایام میں

حضرت نے اس قدر شب بیداری اور ریاضت کی کہ پائے مبارک متورم ہو گئے اور پیپ پڑگئی۔ بعد مراجعت حکیم جمال الدین صاحب عرف جمو جراح نے جو بلدہ میں نہایت مشہور معالج گذرے ہیں اپنے مکان میں رکھکر معالجہ کیا۔ اُن کے سعادتمند داماد مولوی لال محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ اِن زخموں کے لئے پاؤبھر مرہم زنگار ناکافی ثابت ہوتا تہا۔ جراح صاحب موصوف کے مکان ہی میں اپنے زیر تبصرہ کتاب "سفر در وطن" تصنیف فرمائی۔

ایکدفعہ کا واقعہ ہے کہ جناب سید خیر محمد صاحب قبلہ صاحبزادہ اجمیری حیدرآباد تشریف لائے تھے اور بنغلپورہ میں موتی بیگم صاحبہ کے ہاں مقیم تھے اتفاق سے سخت علیل ہوگئے حضرت قبلہ بھی اُن کی عیادت کیلئے تشریف لیگئے یہانتک کہ سکرات کا عالم ہوگیا۔ زیست کی اُمید باقی نہ رہی۔ اس وقت حضرت قبلہ نے کوئی آیت پڑھی اور پہونکا۔ معاً اون کو ہوش آگیا صاحب موصوف گریہ وزاری کرنے لگے اور عرض کی کہ یا شیخ الوقت خدا کے واسطے مجھے میرے اہل وعیال کے پاس اجمیر شریف میں پہنچا دیجئے۔ حضرت اُن کے قلق و اضطراب سے نہایت متاثر ہوئے اور مراقبہ فرمایا عالم مکاشفہ میں دیکھا کہ ملک الموت اُن کی روح قبض کرنے پر مستعد ہیں آپ نے آنکھیں کہولدیں اور صاحب موصوف سے فرمایا کہ وقت موعود قریب پہونچ گیا ہے آپ کی زیست کی کوئی اُمید نہیں ایسی حالت میں اجمیر شریف کسطرح پہونچایا جائے۔ صاحبزادہ صاحب موصوف نے عرض کی آپ

قطب وقت ہیں ؎

اولیاء راہست قدرت از الٰہ — تیر جستہ باز گرداند ز راہ

للہ مجھ پر رحم کیجئے۔ اور کسی طرح میری امداد فرمائیے۔ آپ پھر مراقب ہوئے
اور صاحب موصوف سے فرمایا کہ آپ کی زیست کی صرف ایک تدبیر ہے کہ میں
اپنی عمر سے جو بچانوے سال ہے بیس سال آپ کو دیدوں۔ صاحبزادہ صاحب
موصوف نے عرض کیا کہ جس طرح ممکن ہو آپ امداد فرمائیے اور مجھے اہل وعیال
تک پہنچا دیجئے۔ آپ نے درگاہ کبریا میں دعا فرمائی۔ الٰہ العالمین میری عمر سے
بیس سال گنہگاران کی عمر میں اضافہ فرمادے۔ اور ان کو تندرست و صحتیاب کردے
بمجرد اس دعا کے آثار نجات نمودار ہونے لگے۔ اور رفتہ رفتہ وہ تندرست ہوگئے
اور اجمیر شریف روانہ ہوئے اور تادم زیست حضرت قبلہ کے ممنون احسان
رہے۔ جب کبھی حضرت کا کوئی مرید اجمیر شریف کی زیارت کو جاتا حتی الامکان
اس کی خدمت کرتے۔ اور کہتے کہ میری زندگی حضرت ہی کا عطیہ ہے۔ غرض حضرت
اور آپ کے اسلاف کے خوارق کا احصا متعسر بلکہ محال ہے۔ یہاں آپکے
جد بزرگوار کی ایک حکایت بیان کیجاتی ہے حضرت قبلہ کے ساتوین جد
بزرگوار حضرت سید محمد عرب حسینی مدنی قدس اللہ سرہ جنکا مزار پر انوار قلعہ محمد نگر
گولکنڈہ میں گنبدوں کے روبرو سنگ بستہ چبوترہ پر واقع ہے۔ جس وقت آپ
مدینہ منورہ سے دکن میں وارد ہوئے۔ آپ کے تقدس و تقویٰ کا غلغلہ بلند ہوا

بادشاہِ وقت عبداللہ قطب شاہ کو معلوم ہوا اوس نے دریافت حال کے لئے
ایک وفد مدینہ طیبہ کو روانہ کیا کہ وہ جاکر اہل مدینہ سے جناب سید محمد عرب مدنی کی
سیادت کی تحقیق کرے اگر انکی سیادت حقیقۃً ثابت ہو جائے تو مناسب طور پر
آپ کی خدمت گزاری کیجائے ورنہ شہر بدر کیا جائے اس وقت وفد مدینہ منورہ
میں پہونچا اور حضرت کے نسب کے متعلق تحقیق کی تمام اہل مدینہ نے آپ کے
سید صحیح النسب ہونے کی تصدیق کی اور اکابر و اعیان مدینہ طیبہ نے ایک محضر
مع شجرہ نسب مرتب کرکے اپنے دستخط اور شیخ الحرم کی مہر سے مزین کیا اور وفد
کے حوالہ فرمایا محضر کا مضمون یہ تھا کہ حضرت سید محمد عرب مدنی نجیب الطرفین صحیح
النسب سید زیدی ہیں جب وفد مذکور نے مدینہ سے مراجعت کی اور قلعہ محمد نگر
گولکنڈہ میں وارد ہوا اور بادشاہ کو آپ کی سیادت کی تحقیق ہوئی بادشاہ
مع ارکان و اعیان حضرت کے در دولت پر حاضر ہوا اور نہایت تعظیم سے
دربار میں لایا مشہور ہے کہ خود بادشاہ نے آپ کی پالکی کو کاندھا دیا تھا غرض آپ کو
دربار میں لاکر سات گاؤں حسین ساگر کے مشرقی جانب بعنوان جاگیر مدد معاش
نذر کئے اب تک آپ کی اولاد منصبدار رکاب کہلاتی ہے اور جاگیرات بھی
بحال ہیں حضرت پیر و مرشد جب سات سال کے ہوئے آپ کے والد
ماجد حضرت میر کاظم علی شاہ صاحب مدنی قدس اللہ سرہٗ نے داعی اجل کو لبیک
کہا آپ کی والدہ صاحبہ حضرت پیاری بیگم صاحبہ بنت میر مخدوم علی صاحب قبلہ

المخاطب بہ مخدوم بیگ خان بہادر آپ کی تعلیم و تربیت کی متکفل ہوئیں
اور اثاث البیت فروخت کر کے تمام خاندان کی پرورش فرماتے رہیں آپ نے
مختلف اساتذہ سے تعلیم پائی مثنوی مولانا روم حضرت جلال الدین صاحب
سے پڑہی حضرت موصوف مولانا روم کی اولاد میں تھے علم عروض میں مولانا حافظ
میر شمس الدین فیض سے اکتساب فیض کیا اور حضرت مولانا مولوی میر فتح علی
صاحب قادری علیہ الرحمتہ خلیفہ حضرت سید بہار علی شاہ صاحب سے جو حضرت
ممدوح کے حقیقی ماموں تھے مثنوی شریف اور دوسری تصوف کی کتابیں پڑہیں
حضرت قبلہ کے ایک بڑے بہائی تھے جن کا نام سید محمد مدنی تہا وہ بوجہ اولاد اکبر
ہونے کے تمام جائداد پدری پر قابض و متصرف تھے۔ اُنہیں کیمیا کا بیحد شوق تہا
اس لئے تمام جائداد راجہ چندولال بہادر کے پاس رہن کر دی غرض تمام جائداد
تلف کر کے اُنہوں نے وفات پائی۔ اس واقعہ فاجعہ سے حضرت ممدوح بہت
متاثر ہوئے دنیا و ما فیہا پر لات ماری اور مولیٰ کے جذب صادق نے دامن دل
کہینچا۔ بمصداق العشق نار تحرق ماسوے المحبوب ہر وقت ذکر حق میں مشغول رہتے
اسی حالت میں آپ نے اکثر ممالک کی سیاحت فرمائی۔ آخر حضرت خواجہ اعظم
خواجہ معین الدین حسن چشتی کے ایماء سے حیدرآباد تشریف لاکر حضرت سید اکبر علی
شاہ صاحب چشتی کے دست حق پرست پر بیعت کی اور سلسلہ عالیہ چشتیہ میں منسلک
ہو گئے حضرت پیر اکبر علی شاہ صاحب بالکل اُمی تھے لیکن حالت جذب میں اشعار

بھی موزوں فرماتے تھے چنانچہ کیا خوب فرمایا ہے ذرا ان اشعار کو قواعد عروض قوافی کی کسوٹی پر کس کر دیکھ لیجئے۔ کوئی خامی نظر آتی ہے؟ سچ ہے جن کو روح القدس نے بلاواسطہ تعلیم دی ہو اُن کو ظاہری علوم و آداب کی چنداں ضرورت نہیں۔ وہ اشعار یہ ہیں ؎

مطلب سوہنا کام ہے　　دکھنی اچھو یا فارسی
مکھ دیکھنے سون ہے غرض　　جس جنس کی ہو آرسی

تھوڑی ہی مدت میں حضرت پیر اکبر علی شاہ صاحب نے آپ کو خرقہ خلافت پہنا دیا اور ہدایت و ارشاد کی مسند پر متمکن فرما کر اپنا جانشین کر دیا۔ ع

بنگر کہ ز فیضش چہ شود گوہر یکتا

آپ کی خلافت و مسند نشینی پر قلیل مدت منقضی ہوئی تھی کہ حضرت پیر و مرشد سید اکبر علی شاہ صاحب نے

حجاب چہرۂ جان می شود غبار تنم　　خوشا دمے کہ ازیں چہرہ پردہ بر فگنم

کہتے ہوئے جان جان آفریں کو سپرد فرما دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے وصال سے حضرت کو نہایت ملال ہوا حالت پریشانی میں آپ مخفی طور پر گھر سے روانہ ہو گئے اور قطب الاقطاب سید میران جی حسینی[1] چشتی قدس سرہٗ کے گنبد واقع مسعود پورہ میں معتکف ہو گئے۔ حضرت قطب الاقطاب کے دربار سے

[1] حضرت ممدوح گیارویں پشت میں فقیر کاتب الحروف کے دادا ہوتے ہیں۔

ایمار فرمایا گیا کہ غوث الانام شیخ الاسلام حضرت سید محمد بندہ نواز گیسو دراز چراغ دکن کے دربار فیض آثار میں حاضر ہون حسب ارشاد آپ گلبرگہ شریف تشریف لے گئے حضرت بندہ نواز نے آپ کی پشت پر ہاتھ پھیر کر فرمایا کہ جب تک تم حضرت خواجہ بزرگ خواجہ معین الدین چشتی کی بارگاہ فلک اشتباہ پر حاضر نہ ہونگے تمھین نعمت کامل نصیب نہ ہوگی سجادہ نشین گلبرگہ شریف نے با یمار حضرت بندہ نواز آپ کو روک لیا اور تبرکات مقدس کی جو بطور امانت سات صندوقون میں مقفل تھے زیارت کروائی من بعد آپ پیادہ پا اجمیر شریف تشریف لیگئے اثنار سفر میں ایک عجیب واقعہ سانح ہوا وہ یہ کہ جب آپ گلبرگہ شریف سے روانہ ہوئے یکے بعد دیگرے چالیس درویش آپ کے ہمراہ ہوگئے جب ملک مارواڑ کی سرحد میں پہونچے سخت گرما کا موسم تھا شدت گرما اور تشنگی کے سبب متعدد اشخاص قریب ہلاکت پہونچ گئے آپ پانی کی تلاش میں نکلے۔ ایک بزرگ نے ڈول رسی لاکر دی اور کنوان بتلایا آپ نے ادن سے نام دریافت کیا انہون نے فرمایا کہ مجھے خضر بیابانی کہتے ہیں۔ اور میرا نام عبداللہ شاہ[1] ہے آپ نے پانی کھینچکر تمام لوگون کو سیراب کیا اور خود بھی پانی پیا پانی پینے کے بعد جب خضر بیابانی کی تلاش کی گئی تو وہ غایب تھے۔ غرض یہ قافلہ اجمیر شریف پہونچا آپ نے درگاہ شریف میں چھ ماہ تک ریاضات شاقہ کین لیکن مقصد دلی حاصل نہ ہوا درگاہ

---

[1] بحالت کفر اون کا نام جوگی جیٹے پال تھا۔

شریف کے ایک خادم نے ایک اِسم کی تعلیم فرمائی کہ اسکو پڑھا کرو۔ آپ نے اوس
اسم مبارک کو ہر روز بعد ادائی فرائض وسنتن پچیس ہزار بار پڑھنا شروع کیا تیسرے
روز آپ پر ایک خاص وجدانی کیفیت طاری ہوئی شرقی جالی تھام کر کھڑے ہوگئے
مقابل کے دالان میں محفل سماع منعقد تھی اور قوال مندرجہ ذیل شعر گا رہا تھا ؎

تا بکے در نالہ باشی ہم چون زاغان وزغن ‎‎ در شریعت باش بالغ ہمچو مردان کہن

اِس شعر کو سُنکر آپ بیخود ہو گئے اِس کے بعد جناب حافظ بانکے صاحب سے ملاقات
ہوئی اور بعض مصطلحات تصوف معرض بحث میں آئے سلسلہ گفتگو طول کھینچا۔ یہان
تک کہ غروب آفتاب کا وقت آگیا حافظ صاحب نے آپ کو روکا آپ نے فرمایا
کہ پانچ ماہ سے بکثرت ریاضت کی ہے اور رات رات بھر شمع روشن رہی ہے
جس سے دماغ میں یبوست پیدا ہوگئی ہے ان مسائل کو دوسرے وقت پر اُوٹھا رکھو
حافظ بانکے صاحب نے آپ کا دامن پکڑلیا آپ بیٹھ گئے اتنے میں خدام روضہ
شریف نے شمعین روشن کرنی شروع کین لیکن کوئی شمع روشن نہ ہوئی بمجرد روشن
کرنے کے بجھ جاتی تھی سب لوگ حیران تھے یہ کیا ماجرا ہے۔ اتنے میں آپ پر وجدانی
کیفیت طاری ہوئی دامن جھٹک کر بھاگے دامن کا ایک حصہ پھٹ کر حافظ صاحب
کے ہاتھ میں رہ گیا اور آپ داخل درگاہ شریف ہوئے۔ اتنے میں شمعین خود بخود
روشن ہوگئیں سب خدام خوش ہوگئے اور آپ کا تقدس سب پر ظاہر ہوگیا اوسی
شب آپ اختر شماری کرتے کرتے دفعتاً سو گئے عالم خواب میں خواجہ اعظم حضرت

معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ کی زیارت نصیب ہوئی کیا دیکھتے ہیں کہ دربار بھرا ہوا ہے
اور حضرت خواجہ غریب نواز صدر میں تشریف رکھتے ہیں عرض بیگی نے آپ کی حاضری
کی اطلاع دی حضور نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ اس غریب الوطن کو ہمارے
پاس لاؤ آپ بکمال ادب حاضر دربار ہوئے حضور خواجہ اعظم نے گلے لگایا۔ اور اپنا
عمامہ فرق مبارک سے اُتار کر آپ کے سر پر رکھدیا اور زبان فصاحت نشان سے
ارشاد فرمایا غریب الوطن ہم نے تم کو صاحب ولایت دکن کیا جاؤ اور مخلوق کی ہدایت
کرو مجرد اس ارشاد کے گویا آپ کو انشراح صدر ہوگیا۔ اور تمام رنج وغم کافور ہوگیا
آپ نے عرض کیا جہاں تک شیخ اکبر کی تعلیم ہوئی ہے ذات ہی ذات کا پتہ لگتا ہے
حقیقت محمدی و اسرار رسالت کا پتہ نہیں جس سے سخت حیرانی ہے حضرت غریب
نواز نے ارشاد فرمایا تمہارے مرشد سید اکبر علی شاہ مجذوب دامی اور محو جمال فی والجلال
و مغلوب الحال تھے۔ انہیں اطاعت خداوندی سے اس قدر فرصت نہ ملی کہ اطیعو
الرسول کی طرف توجہ کرتے وہ صرف اطیعو اللہ پر ثابت قدم رہے و اطیعو الرسول کے
درجہ سے تغافل کیا ہم بالذات تمہیں تعلیم حقانی اسرار ربانی فرمائینگے چنانچہ ایسا ہی
ہوا اور حضرت جملہ درجات سلوک طے فرمائے اسکے بعد حسب ارشاد حضور غریب نواز
آپ ولایت دکن میں تشریف لائے اور ارشاد و ہدایت خلق میں مشغول ہوگئے
آپ کی ہدایت سے سینکڑوں نے درجہ ولایت حاصل کیا اور صدہا مراتب تکمیل تک
پہونچے حضرت نے اپنے کل مکاشفات و ملفوظات کو بالذات تحریر فرمایا ہے۔ نہایت لطیف

اور بے نظیر ارشادات ہیں انشاء اللہ تعالیٰ اس کتاب کی طباعت کے بعد شایع کر کے ہدیہ ناظرین با تمکین کئے جائینگے کاتب حروف کا تذکرہ غلام معین الدین صاحب یوسفی نے کلیات وطن کے مقدمہ میں روحانی اولاد کے سلسلہ میں اجمالاً درج فرمایا ہے ناظرین وہاں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

کتبہ العبد الحقیر الذلیل المشتاق الی رحمۃ ربہ الجلیل السید اسمٰعیل المعروف بذبیح اللہ شاہ بانی مدرسہ صوفیہ و مجدد آئین حزب اللہ خلیفہ حضر عہد شیخ الاسلام حضرت سید افتخار علی شاہ الحسینی المدنی قدس اللہ سرہ۔

الحمد للہ الذی نور قلوب اہل الحق والعرفان وہداھم الی طریق الکشف والبرہان والصلوۃ والسلام علی من ارسلہ مبشرا و نذیرا و داعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا و علی آلہ مصابیح الدجی و اصحابہ نجوم الاھتداء اما بعد یار طریقت واقف اسرار حقیقت مقبول بارگاہ جلیل مولوی سید اسمٰعیل المعروف بذبیح اللہ شاہ صاحب خلیفہ ارشد اعلیحضرت فیضدرجت عالم حقانی واقف اسرار ربانی مرشدی و مولائی سید افتخار علی شاہ صاحب الحسنی الحسینی الچشتی المتخلص بہ وطن الملقب بہ غریب الوطن نور اللہ ضریحہ نے خاکسار سے ارشاد فرمایا کہ میں نے رسالہ فیض منبع سفر در وطن (تصنیف لطیف حضرت مرشدی سید افتخار علی شاہ صاحب جو بالفعل زیر طبع ہے) کے دیباچہ میں حضرت ممدوح کے مختصر حالات و ملفوظات درج کئے ہیں اسکی نسبت جہاں تک تمہیں علم ہے تصدیق کیجائے بنا بر علیہ فقیر عرض کرتا ہے کہ خلیفہ صاحب ممدوح نے جو حالات و ملفوظات حضرت قبلہ علیہ الرحمۃ والغفران زیب قرطاس

فرمائے ہیں لفظاً لفظاً صحیح ہیں خاکسار نے یہی زبان فیض ترجمان سے انکو سنا ہے ۔
الحمد للہ یہ لاجواب رسالہ جو حضرت علیہ الرحمہ کے واردات وارشادات والہامات
غیبی پر مشتمل ہے متعدد بار طبع ہوا اور بلاد وامصار بعیدہ میں بنظر استحسان دیکھا گیا اور
مقبول خواص وعوام ہوا سفر در وطن کا مقصد طالب کو مطلوب تک پہنچانا اور صفات
الوہیت سے متصف کر کے بمصداق تخلقوا باخلاق اللہ اعلیٰ درجات معرفت پر فائز
کرنا ہے چنانچہ ایک رباعی میں حضرت شیخ اکمل علیہ الرحمۃ نے اسطرح ارشاد فرمایا ہے ؎

یارب چہ خوش است بے دہان خندیدن   بے واسطہ چشم جہان را دیدن
بنشین سفری کن کہ بغایت خوب است   بے منت پا گرد جہان گردیدن

خاکسار کی دعا ہے کہ حق تعالیٰ خلیفہ صاحب موصوف کو اس خدمت جلیلہ کا اجر
جزیل عطا فرمائے اور انکو جادہ اہل حق ویقین پر ثابت قدم رکھے وما توفیقی الا باللہ
وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین ۔

کتبہ العبد الحقیر میر احمد علی کان اللہ لہٗ

۱۱ر جمادی الاخر ۱۳۵۱ھ
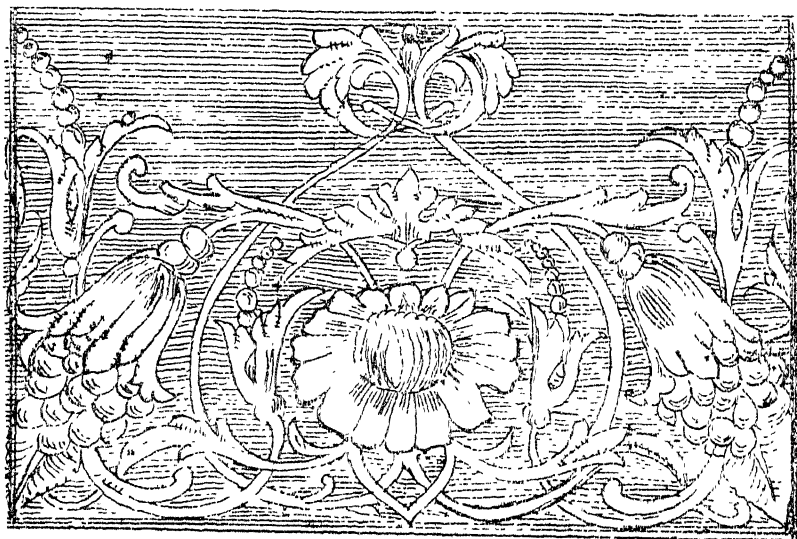
بسم اللہ الرحمن الرحیم

السلام اے خواجہ ہند الولی　　السلام اے واقف سِرّ خفی

السلام اے خواجۂ ہر دو سرا　　السلام اے دستگیر بینوا

السلام اے خواجۂ کون و مکاں　　السلام اے آفتاب دو جہاں

السلام اے خواجۂ دنیا و دین　　السلام اے قبلۂ اہلِ یقین

السلام اے خواجۂ عالیجناب　　السلام اے مہر برج بو تراب

السلام اے خواجۂ مسکین نواز　　السلام اے بیکساں را کارساز

السلام اے خواجۂ جن و ملک　　السلام اے زیر فرمانت فلک

السلام اے خواجۂ روشن ضمیر　　السلام اے بیکساں را دستگیر

السلام اے مظہر ذات خدا　　السلام اے ہادی راہ ہدا

السلام اے شہسوار لامکاں　　السلام اے گنج اسرارِ نہاں

السلام اے رہنمائے کاملاں　　السلام اے پیشوای واصلاں

السلام اے قاطع کفر و ضلال — السلام اے دافع رنج و ملال

السلام اے راز دار مصطفیٰ — السلام اے نور چشم مرتضیٰ

السلام اے قبلۂ اہل صفا — السلام اے کعبۂ اہل وفا

السلام اے مخزن علم لدن — السلام اے معدن اسرار کن

السلام اے بحر عرفان السلام — السلام اے نور ایمان السلام

السلام اے شاہ شاہان السلام — السلام اے جان جانان السلام

السلام اے شمع ایوان جہاں — السلام اے زیب بزم عاشقاں

السلام اے مرجع شاہ و گدا — السلام اے منبع جود و سخا

السلام اے چارۂ بیچارگاں — السلام اے مونس غمخوارگاں

السلام اے سجدہ گاہ قدسیاں — السلام اے نام تو ورد زباں

السلام اے روضات خلد بریں — السلام اے بیان تو عرش یقیں

السلام اے مرض عصیاں را طبیب — السلام اے نالق جان را حبیب

السلام اے حامی افتادگاں — السلام اے دل دہ دلدادگاں

السلام اے چشمۂ آب حیات — السلام اے فیض بخش کائنات

السلام اے قاضی حاجات ما — السلام اے رافع درجات ما

السلام اے قطب بین غوث زماں — السلام اے شمع ایوان جہاں

السلام اے قلزم صدق و صفا — السلام اے گوہر کان سخا

السلام اے مخزن اسرار حق — السلام اے مطلع انوار حق

السلام اے بلبل گلزار قدس — السلام اے شاہباز اوج انس

السلام اے سروِ بستان قدم
چشم ما را توتیا خاکِ قدم

مدتے شد چشتی خستہ جگر
در ہوائے وصلِ تو مستانہ تر

از طفیل شافع جن و بشر
کن بریں چشتی ز رحمت یک نظر

از طفیل مرتضیٰ شیر خدا
نکتہ علم لدنی کن عطا

از طفیل آن حسن بصری ما
بخش ما را صحت تن دایما

از طفیل واحدِ آگاہ دل
وار ہاں ما را ز قید آب و گل

از طفیل آں فضیل باصفا
رمز عرفاں ساز ما را بر ملا

از طفیل آں شہ ادہم مرا
دور دائم دار از رنج و بلا

از طفیل آن خدیفہ مرعشی
نفس ما را کن زبوں از سرکشی

از طفیل آں امین پاکباز
کن عیاں بر ما ہمہ راز و نیاز

از طفیل خواجہ ممشاد پاک
از وصالت دار ما را فرحناک

از طفیل شمس دیں شمس جہاں
کن دل ما را صفا آئینہ ساں

از طفیل احمدِ ابدال پاک
از سمک کن کشفت بر ما تا سماک

از طفیل ناصح دیں متین
مرحمت کن صدق و اخلاص و یقین

از طفیل آن نصیر با صفا
کن مرا علم حقایق کل عطا

از طفیل آن جناب قطب دیں
ساز ما را از ہمہ اہلِ یقیں

از طفیل آں شریف الدین ما
چہرۂ پرنور خود ما را نما

از طفیل خواجۂ عثمان ما
بگذراں بر قول ایماں جان ما

از طفیل نام تو غوث زمن
لطف فرما یا معین الدین حسن

از طفیل قطب دین قطب زماں — یا معین الدین نما سِرّ نہاں
از طفیل خواجۂ گنج شکر — کن رہا مارا ز قیدِ خیر و شر
از طفیل آں نظام دین حق — کشف کن مارا تو اسرار دق
از طفیل آں سراج دین ما — جلوۂ حق دائما مارا نما
از طفیل آں حمید الدین چشت — وقف کن مارا تو گلزار بہشت
از طفیل آں جمال الدین حق — آئینہ کن صورت رب الفلق
از طفیل آن انیس الدین ما — زود کن مارا ز ارباب صفا
از طفیل آن شریف الدین خاص — کن مرا از بند این و آں خلاص
از طفیل یوسف داؤد راز — کن مرا در شل مطلب کارساز
از طفیل دانیال بایزید — کن مرا از دید خود ہر روز عید
از طفیل پیر شاہ عبد الکریم — دار مارا در جوار خود ندیم
از طفیل شاہ محمد شاہ ولی — دار مارا نزد خود ہر دم نبی
از طفیل پیر شاہ اشرف ولی — کشف کن بر قلب من سر خفی
از طفیل پیر شاہ حضرت عطا — وا رساں در زمرۂ اہل صفا
از طفیل پیر شاہ اقدس مرا — خاطرم کن از غم ہجراں رہا
از طفیل شاہ شجاع الحق ولی — قلب من کن مخزن سر خفی
از طفیل آں علی اکبر مرا — خاطرم کن از غم ہجران رہا
از طفیل رہبر من افتخار — بخش مارا در دو عالم افتخار
از طفیل آن ظہور عالم ولی — کن مرا در ہر دو عالم منجلی
روز و شب ہر دم الی یوم الیقین — رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خداوند عالم علیم و قدیم ۔ ترا مثل ہے دو جہاں میں عدیم
جو سب نفی ہے تو ہی اثبات ہی ۔ کروں وصف تیرا میں کچھ بات ہی
تو موجود الحق ہے میں ہوں عدم ۔ بیاں کیا کروں تیرے فضل و کرم
میں اک خاک ناچیز ہوں سر بسر ۔ مجسم کیا مجھ کو اس حال پر
تفوق دو عالم پہ مجھکو دیا ۔ ملایک نے سر میرے آگے رکھا
مشرف خلافت سے مجھکو کیا ۔ سمجھ کر میرا نام آدم رکھا
کہا نحن اقرب مری شان میں ۔ ہوا جلوہ فرما مری جان میں
بنا کر مجھے صورتِ آئینہ ۔ نظارہ کیا اپنا ہر آئینہ
رکھا مجھ کو لیجا کے اُس جائی پر ۔ فرشتوں کے جلتے ہیں جس جائے پر
سنایا مفصل مجھے اپنا حال ۔ بہر شکل دکھلایا اپنا جمال
جو چاہا نہ ظاہر کہیں راز ہو ۔ نہ مطلب سے تا غیر ممتاز ہو

اِدھر اہل عالم کو بہرا کیا
اُدھر مجھ کو گونگا بنا کر رکھا

کروں عرض کیا تجھسے اے غیب دان
مرا راز دل تجھ پہ ہے سب عیاں

گیا میں مجھے تونے بھیجا جہاں
رہا میں مجھے تو نے رکھا جہاں

کسی سے نہ اُنست کیا میں یہاں
ہوا تیرے لئے شان جان جہاں

نہ واقف ہوا کوئی مجھ سے بشر
سوا تیرے اے موجدِ خیر و شر

نہ کچھ چاہ سکتا ہوں میں تجھسے اب
نہ ہوں تجھسے میں ایکدم بے طلب

نہ واصل ہوں تجھسے نہ مہجور ہوں
بہر حال عاجز ہوں مجبور ہوں

جو ہے تو ہی دل کا مرے مدعا
وطن کو بھی میں نذر تیرے کیا

طفیل جناب شفیع الورا
تو کر اس کو مقبول اے کبریا

نعت سیدنا و شفیعنا و حبیبنا و مولانا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

تمنا تھی فکر رسا کو سدا
کہ ہو کچھ ادا نعت خیر الورا

لکھوں من رانی کی تفسیر کچھ
کروں لن ترانی کی تقریر کچھ

لحاظِ شریعت جو ہے درمیاں
زباں میری کرتی ہے لکنت یہاں

جو لفظ عرب کو کہوں عین رب
نکالیں مرے عین اہل عرب

جو احمد کو کہدوں احد ای ندیم
مرے نام پر لوگ کھینچیں گے میم

کروں ذکر سایہ کا اُن کے جہاں
مرے چھاؤں سے بھاگ جائے یہاں

ہمیشہ کو کہہ دوں جو دیدہ مرا
جہاں ہر دو سو ہو نہ دیدہ مرا
اگر اُن کو کہہ دوں میں نور البصر
رہیں گھورتے مجھکو اہلِ نظر
ہوا ہی جو کشفِ شہود و وجود
سدا بھیجتا ہوں میں اُنپر درود
یہی آل و اصحاب کا وصف ہی
صلوٰۃ و سلام اُن پہ ہو پی بہ پی

توصیف کلیسا کی جسکو تعمیر کیا مرشدی و مولائی جہاں شاہ حضرت اکبر علی شاہ چشتی قدس سرہ

بستر خواب عدم سے جو اٹھا میں بخدا
صنعت حق سے تماشا نظر آیا ایسا
شرق سے غرب تلک فرش زمیں ہی یکسر
فرع نقش کیلئے اسکے جبل ہیں ہر جا
ہیں ہر اک سمت شجر اُسپہ ہیں طائر ساکن
کہیں صحرا ہے کہیں کوسوں تلک ہے دریا
چارپایونکو جو دیکھوں تو نہیں جنکا شمار
شکل ہر ایک کی ہر طرح سے ہی جلوہ نما
دیکھوں آدم کو تو پتلا ہے بلا کا یہ ایک
قد تو چھوٹا ہے مگر پا ہے فلک پر اِس کا
یوں تو وہی روح کر دم دل ہی [illegible]
نہیں دیکھا میں کبھی ثانی انسان بخدا
بزم آفاق میں اشرف نظر آیا سب سے
غور سے دیکھو تو اسمیں ہی بھری صنع خدا
کام کس رنگ سے کرتا ہے عجیب اور غریب
جسکے افعال پہ حیران فرشتے ہیں سدا
جمع ہو لوگ کئی ایک بنائے ہیں مکان
بیت بنا اسمیں رکھے نام کلیسا اُس کا
بت کو دیکھو تو نہیں سنگ سوا کچھ اُس میں
معتقد ہوکے کیا کرتے ہیں ناحق پوجا
دل مرا چاہا کہ دریافت کروں انکا حال
[illegible] ایک سے جا کر پوچھا

تم نے اس سنگ میں کیا صفتیں دیکھی ہیں کہو
یوں کہا اُسنے کیا کرتے ہیں ہم رام کو رام
میں کہا ہے وہ کہاں وہ کہا دیکھا کس نے
دلکو جمعیت خاطر نہوی تب واں سے
اک مکاں مجکو نظر آیا گیا میں واں بھی
اور اس گھر کو سبھی خانۂ حق کہتے ہیں
اصل میں ایک نظر آئے مگر تھا ہر میں
تب کہا میں نے وہ لوگو تمھیں اوسکی قسم
کون ہو تم یہ عبادت میں ہو کسکی مشغول
ہنسکے سب کہنے لگے تجکو ہوا کیا ناداں
ورنہ ہم کون ہیں اور کیا ہی ہمارا یہ وجود
حکم سے اُس کے ہوے بود ہیں ہم سب نابود
میں نے پوچھا کہ کہیں اُس کا پتا ہے کہ نہیں
میں نے سمجھا کہ خدا ان کا ہے اوپر شاید
مہر و مہ ثابت و سیارہ نظر آتے تھے
تب کہا میں نے کہ کیا ان کو خدا کہتے ہو
میں نے پوچھا کہ کہاں پائیے اس کو کیونکر
اُسکو سجدہ جو کیا کرتے ہو ہر صبح و مسا
اُسکی صورت ہی جو بت رکھتی ہیں دلوں میں بنا
نام سنتا ہوں گرو ہی وہ میں اُسکا چیلا
سیر کرتا ہوا میں اک دو قدم آگے بڑھا
دیکھتا کیا ہوں کہ ہیں لوگ وہاں اُسکے سوا
صرف دن رات عبادت میں ہیں سر کو جھکا
اُنکا آئین ہی کچھ اور ہے آئین اُن کا
جسکو تم کہتے ہوا اپنے میں خدائی سے بڑا
تم جو کہتے ہو خدا نام کہو ہے کس کا
نہیں معلوم تجھے جسنے جہاں خلق کیا
عین دیکھو تو ہیں ہم آتش و گل آب و ہوا
ہم یہ سب ہیں بیشک وہ ہمارا ہی خدا
ہوکے حیران ہر ایک شخص نے اوپر دکھا
ہوکے بشاش وہیں دل میں جو اوپر دیکھا
بے ستوں سر پہ ادھر چرخ میں پھرتا ہے سما
وہ کہے یہ بھی ہیں مخلوق وہی سب کا خدا
وہ کہے کس میں یہ طاقت اُسے کس نے دیکھا

وہ تو شہ رگ سے بھی نزدیک ہے اپنے لیکن
کسکی چشم ہے دیکھے جو اوسے آنکھ اُٹھا

پھر تو کیا سنتے ہو حال دل مضطر کے تئیں
یک بیک ہو گیا اُس پردہ نشیں پر شیدا

جان پر جا بن رہی دل نہ رہا کچھ دل میں
ہوش میں ہوش رہا میں نہ رہا مجھ میں ذرا

آپ سے آنسوؤں کے لپٹے دھنوں گئے وہیں
سر کو رکھ سجدے میں ہر آن یہی کہتا تھا

سر مرا جائے بلا سے یہ ہم سر ہو دستے
میں نے پہلے ہی کیا آپ پہ دل جان کو فدا

دوستو سنتے ہو کیا میں تو پڑا تھا بیحال
یک بیک ہاتف غیبی سے یہی آئی ندا

مطلع دوم

گرہ دل کے تئیں اپنے وطن ہاں لیجا
ہیں جناب شہ اکبر ہی ترے عقدہ کشا

فیض سے جنکے قدم کے ہے جہاں کو رونق
جنے سر پر ہے لیا بار امانت کو اُٹھا

ہو تماشا معنی ہے یہ شکل عیاں
دیکھ لے آگے انھیں چشم تامل سے ذرا

دین کہتے ہیں جسے اُن کا ہی یک پردہ ہے
جس کو کہتے ہیں کرامت ہے کنیزک ادنا

راستان ملک حقیقت میں سپاہ کرتے ہیں
لامکاں کہتے ہیں جسکو سو وہ ہے سیر کی جا

سالک راہ طریقت میں کہ طالب کے تئیں
آنکھ چاہیں تو دکھلائیں وہ دیدار خدا

مطلع سوم

الغرض جیسا تھا انھیں ویسا دیکھا
جو ہر ذات سے کرتے ہیں تامل پیدا

دیکھوں صورت تو ہے معنی حق آئینہ
پائی سیرت ہے خدائی یہ خدا جلوہ نما

نقر اشارہ ہے کہاں سے گو اسرار کو پائیں
گو لگی ٹھوکری ہو سر پیر ہاں عقل دو سرا

مطلع چہارم

اِسکو پایا جو کہا میں نے خدا کو پایا
اسکو دیکھا جو کہا میں نے خدا کو دیکھا

اسکو سمجھا نہ سوا اہل بصیرت کے کوئی
یہ معما وہ ادق ہے جو کسی پر نہ کھلا

یہ وہ ہی خاک عیاں نور ہوا ہی جس سے
وہ ہوا ہے کہ رہا کرتی ہے گردش میں سدا

یہ وہ پرکالۂ آتش ہی دم سرد بھرے
یہ وہ پانی ہے کہ ہے آپ پیاسا اپنا

یہ وہ ہے حسن کہ طالب نہیں جز اوسکے کوئی
یہ وہ ہی عشق کہ اپنے ہی پہ عاشق ہی سدا

یہ وہ بندہ ہی خدا کہتے ہیں جسکو بندے
یہ وہ حق ہے کہ رہا سجدہ میں خالق کے سدا

یہ وہ تصویر ہی نقاش نہیں جسکا کوئی
نقش و قرطاس ہے خود آپ ہی اپنا خامہ

یہ بھی اک بات ہی جملہ جو کیا میں نے بیان
بات پوچھو تو زباں پر ہے نہ آنیکے سوا

بند کر اپنے لب قال کو ہی جائے ادب
ختم کر تو یہ قصیدہ کو وطن کر کے دعا

نام باقی رہے جبتک کہ ہی عالم قائم
رحمت اللہ کی انپر رہے جبتک ہے خدا

سبب تصنیف کتاب

غرض اہل معنی سے یہ عرض ہے
ہلانا زباں یاں مجھے فرض ہے

کوئی اہل باطن سے ہی نیک حال
کیا اس نے اک روز مجھ سے سوال

جو کرتے ہیں سالک وطن میں سفر
ہوں مطلق میں اس رمز سے بےخبر

سمجھتا نہیں میں یہ نکتہ ہے کیا
وطن میں سفر کو علاقہ ہے کیا

کہا میں نے یہ رمز اسرار ہے
نہیں فلسفی کی سی تکرار ہے

ہوئی جسکو توفیق حق راہ بر　　ہوا منکشف حال اُس مرد پر

نہ ہیں علم ظاہر سے ہوں بہرہ ور　　نہ ہے بہر باطن کی مجھ کو خبر

کہوں کچھ حقیقت تو یارا نہیں　　رہوں چپ تو یہ بھی گوارا نہیں

جو دیکھا ہے مینے جہانِ سخن　　سنایا نیا ایک بیانِ سخن

بحق جنابِ رسالت مآب　　دیا میں نے سائل کو دم میں جواب

کہی سرسری لفظ عبرت فزا　　عبارت میں معنے کا جلوہ دیا

عیاں اور ہے یاں نہاں اور ہے　　بیاں اور ہے سحر جان اور ہے

نہیں نقل یہ صورت اصل ہے　　نہیں فصل یہ معنے وصل ہے

نہ سمجھے کوئی قال اسکو کہیں　　یہ ہے واصل حق کا حال متین

جو دیکھو تو ہے مختصر ماجرا　　مگر ہے یہ کوزے میں دریا بھرا

زبانی غریب الوطن کے ہے یہ　　کہانی غریب الوطن کی ہے یہ

شریعت سے باہر نہ تقریر ہے　　فَسِیرُوا فِی الاَرضِ کی تفسیر ہے

اگر چوک ہو اسمیں کچھ غم نہیں　　نہو سہو جس کو وہ آدم نہیں

ہوا جب یہ ساعت میں قصہ ادا　　کہا دل نے کہہ اسم اسکا ہی کیا

جو دیکھا اسے میں نے جانِ سخن　　رکھا نام اسکا سفر در وطن

بیاں ہوتا ہے یہ یک حیرت افزا　　عدیم المثل اور نور البصر کا

بیاں ہے یہ مکین ولامکاں کا　　بیان ہے یہ اصول جسم وجاں کا

فقط الہام غیبی یہ بیاں ہے — نہ تفسیر کتابی داستاں ہے
در معنی ہوا ہے خود بخود باز — عدیم المثل کا قصہ ہے آغاز

رباعی

یارب چہ خوش است بے دہاں خندیدن
بے واسطۂ چشم جہاں را دیدن
[illegible]
[illegible]

نخلبند نرگستانِ مازاغ البصر وماطغیٰ و بہار پیوند چمنستان لقد رای من آیات ربہ الکبری گلدستہ نورستہ فتم وجہ اللہ کو مشتاقان بہارستان قاب قوسین او ادنیٰ و شایقان سرابستان مقاماً محمودا کے پیشکش کرتا ہے کہ قبل بقائے عالم کے اور بعد فنائے آدم کے سرحد دکن میں آمد سخن میں دیدہ کے پہاڑ میں نظر کی آڑ میں خود آرا انگر یک بستی ہے جسمیں مخفی گنج ہستی ہے وہاں نابلغ ایک لڑکا تھا پر چھائیں سے اسکو دھڑکا تھا گھر سے باہر ہوتا نہ تھا جاگتا بیٹھتا سوتا نہ تھا آئینہ سے چمکتا رہتا روشنی سے بھڑکتا رہتا صورت سے منھ پھیر لیتا نگاہ سے آنکھ چرا لیتا دریچے میں ذات کے بیٹھا کرتا

پردے میں صفات کی پھرا کرتا قدیم سے تنہائی کلیم تھی مقیم سے بے پروائی
ندیم تھی شہر سے غرض تھی نہ خیر سے کام تھا کہنے کو عدیم المثل اُس کا
نام تھا ایک پل اُس نے حجرے میں تفکر کے بیٹھا بستر پر تصور کے لیٹا
خموشی کے اشارے سے نیند کے کنایہ سے کھیل جان کر گھر پہچان کر غیر کو
رخصت نہ دیکر آپ ہی اجازت نہ لیکر ہنستا ہوا عالم رویا میں چلا گیا نادان کی
سیرت انجان کی صورت نظارہ کنان ہوا دیکھا کہ ایک مدینہ منور محمود ہے نام
اُسکا دار الخلافت وجود ہی سینہ بے کینہ زمین ہی دماغ چرخ بریں ہی نباتات بال
ہیں استخواں جبال ہیں آفتاب نظر تاباں ہی نسیم نفس وزاں ہی ہر رخ فضائے
گلشن رخسار ہی کھیت جبیں حسن کی بہار ہی کہیں سبزۂ خط عیاں ہے کہیں غنچہ لب
نمایاں ہی کہیں سنبل زلف پریشاں ہے کہیں نرگس چشم حیراں ہے کہیں نظر
چاہ زنخداں ہے کہیں سرو قد چماں ہے روشن اشارات ہیں دیواریں
نکات ہیں مکانات تصورات ہیں باغبان خیالات ہیں وسط میں
چمن کے ایک محل جمال کا بنا ہوا ہے دروازہ اسکو قال کا لگا ہوا ہی پردہ زبان ہے
سخن دربان ہی خلوت خودرفتگی ہی تخت ٹکٹکی ہی ابرو قوس ایوان ہے شامیانہ
جبیں تاباں ہی چلمن مژگاں ہے خال دیدبان ہے مسند دیدہ پر نور ہی اُسپر
جلوہ فرما ایک رشک حور ہے سیرت کو سوچو تو رب مفہوم ہو صورت کو دیکھو
تو عرش معلوم ہو عدیم المثل نے جو موسیٰ کے طور طور پر دیدہ کے تاب رخ

جلوہ ہے تحت و فوق میں میری ہی ذات کا | ہر شان میں ظہور ہے میری صفات کا

پاتا نہیں ہے مجھکو کوئی گو عیاں ہوں میں
شکل نظر جہاں کی نظر سے نہاں ہوں میں

صورت کہیں ہوں دیدہ کہیں آئینہ ہوں میں | موسیٰ کی شکل ہوں کہیں نورِ خدا ہوں میں
الہام ہوں کہیں تو کسی جا ندا ہوں میں | گہہ فرش گاہ عرش پہ جلوہ نما ہوں میں

پاتا نہیں ہے مجھکو کوئی گو عیاں ہوں میں
شکل نظر جہاں کی نظر سے نہاں ہوں میں

شمع حرم کہیں تو کہیں ہوں چراغ دیر | گلچیں کہیں چمن ہوں کہیں باغ کہیں ہوں سیر
اشفاق و اتحاد کسی جا کہیں ہوں بیر | کثرت بنانے شہر ہوں گہے ہوں بنا سے خیر

پاتا نہیں ہے مجھکو کوئی گو عیاں ہوں میں
شکل نظر جہاں کی نظر سے نہاں ہوں میں

منصور ہوں کہیں تو کہیں بایزید ہوں | شبلی کہیں جنید کسی جا فرید ہوں
مرشد کی شان ہوں کہیں شکل مرید ہوں | دیدار ہوں کہیں تو کہیں عید دید ہوں

پاتا نہیں ہے مجھکو کوئی گو عیاں ہوں میں
شکل نظر جہاں کی نظر سے نہاں ہوں میں

دریا کہیں ہوں موج کہیں ہوں کہیں حباب | ساقی کہیں ہوں جام کہیں ہوں کہیں شراب
ذرہ کہیں ہوں مہر کہیں ہوں کہیں سحاب | سائل کہیں سوال کہیں ہوں کہیں جواب

پاتا نہیں ہے مجکو کوئی گو عیاں ہوں میں
شکل نظر جہاں کی نظر سے نہاں ہوں میں

چاہا جو دیکھوں آپکو شکل عرب ہوا — عین عرب کی دید ہی کرنے میں سب ہوا
جب سب ہوا کمال عیاں میرا سب ہوا — صاحب ہوا جو نام تو بندہ لقب ہوا

پاتا نہیں ہے مجکو کوئی گو عیاں ہوں میں
شکل نظر جہاں کی نظر سے نہاں ہوں میں

سب کچھ ہوں میں پہ کچھ نہیں پھر شکل آئینہ — دیکھے بغور کوئی تو سب مجھ میں ہے بھرا
ہوں بیشمار پر میرا عالم ہے ایک سا — موجود دوسرا میں نہیں کوئی دوسرا

پاتا نہیں ہے مجکو کوئی گو عیاں ہوں میں
شکل نظر جہان کی نظر سے نہاں ہوں میں

گویا کہیں لسان ہوں کہیں جا دہن کہیں — نور ہلال دین کہیں غوث زمن کہیں
آثار فیض ہوں کہیں شان سخن کہیں — اکبر علی کہیں تو غریب الوطن کہیں

پاتا نہیں ہے مجکو کوئی گو عیاں ہوں میں
شکل نظر جہاں کی نظر سے نہاں ہوں میں

جانتا نہیں میں جلوہ شاہد غیب ہوں۔ پہچانتا نہیں میں معنی صورت بے عیب ہوں چمکتا نہیں میں تجلی طور بصیرت ہوں۔ بھڑکتا نہیں میں مصباح حریم حیرت ہوں اٹکتا نہیں میں دُرِ یتیم دریائے وراء الورا ہوں۔

جھانکتا نہیں میں فضا سے حدیقۂ خلا و ملا ہوں۔ تمام ظہور پیا نور العین سے مشہور
ہوں۔ دیکھو تو نزدیک سمجھو تو بہت دور ہوں۔ مرنا اگر ضرور ہے
وصال میرا کب دور ہے دو قدم کنارا ہے جیتے جی کس نے جانا ہے
بیٹھے بیٹھے چل جا۔ خود آرا نگر سے نکل جا پہلے قدم میں دنیا ہے وہاں سے جنت
کو پہونچتا ہے۔ چہار مقام اس منزل میں ہیں۔ سالکین اس جا مشکل میں
ہیں وہاں سے جس نے پار ہوا وہی جوان واقف اسرار ہوا۔ دوسرے
قدم پر عقبیٰ ہے۔ وہاں عشق پیدا ہے۔ اس میں بھی مقام چار ہیں۔ سالکان
ناچار ہیں اس کے آگے بستی ہماری ہے اس کے آگے بستی تمہاری ہے
وہاں جان دیجئے گا۔ وہاں جان لیجئے گا۔ وہاں قال آئینہ ہوگا۔ وہاں
حال ہر آئینہ ہوگا۔ وہاں لن ترانی سنگ راہ نہ ہوگا۔ وہاں درخت
انا اللہ کہے گا۔ وہاں راز کشود ہوگا۔ وہاں ایاز محمود ہوگا۔ وہاں
مجنون انا لیلیٰ کہے گا وہاں خدا نماز پڑھے گا۔ وہاں سخن بے دہن ہوگا
وہاں مقیم غریب الوطن ہوگا۔ عیاں اٹھ جائیگا نہاں اور ہو جائیگا نظم

شہر ہے وہ دو جہاں سے بھی پرے | دین و دنیا جس کے ہیں کوسوں ورے
ہے دو عالم سے وہ عالم تیسرا | ابتدا یہ ہے تو وہ ہے انتہا
فہم میں آتا نہیں کچھ وہاں کا راز | ایکساں ہے امتحان و امتیاز
وہاں نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے کوئی | وہاں نہ مرتا ہے نہ جیتا ہے کوئی

موت کی دنیا ہی میں ہے کائنات — عالم عقبیٰ میں ہے بود و حیات

ہے انھیں عالم میں مرگ و زندگی — وہ جہاں ہے دونوں عالم سے بری

ہے نہ اندھیارا نہ اجیالا وہاں — فی مکاں ہے فی زمیں فی آسماں

برق کی سی شکل ہے لوگوں کی واں — دم میں پیدا ہو تو دم میں ہو نہاں

ہیں نظر میں پر نظر آتے نہیں — آپ ہی ہیں آپ کو پاتے نہیں

سنگ ریزوں کے عوض ہر جای پر — ٹھوکروں میں رہتے ہیں شمس و قمر

جمع ہو کر واں نسیم جان عام — جھاڑتی ہے راہ کا کچھ اہتمام

تاب جو ادراک موسیٰ لے گئی — آگ ہی ہر ایک کے چولھے میں وہی

آفتاب حشر کہتے ہیں جسے — گھر گھر ایسے ہیں واں لاکھوں توے

لکڑیوں کے بدلے واں ہر جاے پر — طائر سدرہ کے بھی جلتے ہیں پر

واں جو دم ہے موجد جبریل ہے — جو صدا ہے صور اسرافیل ہے

واں نہیں کچھ عبد اور رب ہی کا کام — ہے جہاں لاابالی اس کا نام

جانتا ہے وہ ہی اس عالم کی بات — قلزم دارین سے دھویا جو ہاتھ

جب سنا یہ ماجرا عبرت فزا — دم عدیم المثل کا جاتا رہا

آپ کو مطلق جو وہ پایا نہیں — آپ کو پھر اس نے سمجھایا وہیں

اس خموشی سے عیاں کیا بات ہو — نفی سے کیا دیکھئے اثبات ہو

ڈر نہ کر اندھیارا ہے دیکھو کٹا — منتظر رہ صبح کی کافور کا

از قضا آیا نظر ستر خفی — وہ خفی یوں جب نے مشق ہو چلے
گوش بھی پائے نہ تھے راہ یقیں — جنبش و ستی کی بصارت نے وہیں
گود میں لڑکا ابھی تھا شیرخوار — بطن میں پھر اک حمل پایا قرار
موج اک پونچھی نہ ساحل تک ابھی — دوسری اک موج سر پر آ لگی
سلسلہ ٹوٹا نہیں تقریر کا — بات کا کچھ اور پایا مدعا
تاں کار سے ہو کر خبردار — عدیم المثل اب ہوتا ہی بیدار

نشان اک نے نشان کا ڈھونڈتا ہے
ارادہ اس کا مطلق دور کا ہے

ابھی نظارے سے نظر سیر ہوئی نہ تھی بات کرتے دیر ہوئی نہ تھی آنکھ پھرا گئی طبیعت گھبرا گئی حجاب نے کہا خبردار ہو جا مت اپنا پھر لے خواب نے کہا بیدار ہو جا گھر کا اپنے راستہ لے عدیم المثل نے فی الفور اُس عالم سے نکل گیا جگہ پر اپنے آ کر سنبھل گیا ہمسایہ میں جا بیٹھا سوتا ہوا فتنہ اٹھا ایک در سے بصارت آئی ایک گھر سے سماعت آئی ایک جا سے حیات دوڑی ایک سرے سے گویائی پہونچی ایک سو سے قدرت نے منہ دکھلایا ایک رُو سے ارادت نے رنگ جمایا ایک راستے سے علم ظاہر ہوا ایک جا سے عشق حاضر ہوا ایک مکان سے عقل پیدا ہوئی ایک شان سے ہمت ہویدا ہوئی عدیم المثل نے ہر ایک کو اپنا جانکر ہر ایک کو ہمدم پہچان کر

جو دیکھا تھا کہا جو سنا تھا پوچھا کہ اے ہم نفسو بیان کرو وہ کونسی
زمین ہے وہ کونسا آسمان ہے وہ کونسا عالم ہے وہ کونسا
جہان ہے وہ کون ہے جسکو میں نے سورے پر دیکھا وہ کون ہے
جسکو میں نے کھوگئے پر پایا وہ کون ہے جسکا مکان ویدہ ہی وہ کون ہے
جسکا جہان نادیدہ ہے وہ کون ہے جسکی کرسی عرش بریں ہی وہ کون ہی جسکی
آمد و رفت شہ رگ سی قریب ہے وہ کون ہی جسکا سایہ عالم ہی وہ کون ہی جسکا
آئینہ آدم ہے وہ کون ہی جسکا پیام مَنْ رَآنِی ہے وہ کون ہی جسکا کلام لن ترانی
ہی وہ کون ہے جسکو سجدہ کرنا جی چاہتا ہے وہ کون ہی جسپر درود بھیجنا جی
چاہتا ہی وہ کون ہی جسکی سیرت رب کی ہے وہ کون ہی جسکی صورت عرب
کی ہی وہ کون ہے جسکا مقام حق بین کی نظر ہے وہ کون ہے جسکا نام نور البصر
ہی جان سے جانا کیونکر ہوگا جانا ان کا آنا کیونکر ہوگا سانس بیٹھے ہیں اٹھی ہے
منزل بہت کڑی ہے مگر سے جا سکتا نہیں آپ میں آسکتا نہیں وہ کون ہے
جو مجھے مطلب تک سر دست پہونچائیگا وہ کون ہے جو مجھے آدمی بنائیگا
اس گفتگو سے ہر ہر کا دم بند ہوا کوئی نہ بہرہ مند ہوا سماعت نے کہا میں اس
ذکر سے بے بہرہ ہوں بصارت نے کہا میں اس تصور سے نابینا ہوں ۔
حیات نے کہا یہاں سمجھ دار کی موت ہے قدرت نے کہا مجبور ہوں یہاں
مطلب میرا فوت ہے نطق نے کہا یہ سخن گوگو ہے یہاں میں زبان بریدہ ہوں

ارادت نے کہا جرأت کا قدم آپ کرتی یہاں ہیں پاشکستہ ہوں علم نے کہا میں جانتا ہیں عقل نے کہا کچھ سمجھ میں آتا نہیں عشق نے کہا واہ واہ مبارک ہے ہمت نے کہا بسم اللہ مبارک ہو یہ دن ہمت نے دکھایا کہ آپکی بھی زبان پر یہ لفظ آیا ہم آپکے شکرگذار ہیں ہم آپ کے شکرگذار ہیں ارادہ کیجئے آمادہ ہوجیے آپ کیوں ششدر رہو کان سے باہر ہو عشق سے خوش رہو رنج نہ کرو ہمت ساتھ ہے تشویش و پیچ نکرو ایک دم کی راہ ہو یا تین سال کی خواہ ہو پل بھر میں پہنچ جاؤگے سانس بھی لینے نہ پاؤگے ابھی تکرار باقی تھی کہ عدیم المثل کو چھینک آئی بہت خوش ہوا کہ میں نے فال نیک پائی الحمد للہ کہا مردانہ ہوکر عشق و ہمت سے بدا ہو کر قدم ارادت اپنا یافت اسرار قدم میں پہلی منزل دنیا میں رکھا۔

اول مقام حرص میں اترا محفل کا وہاں کیے رنگ دیکھا

کوئی بے آبرو چارے کی چاہ میں ماہی بے آب ہو رہا ہے کسو کا جگر بدام بے کیف کم سوز شراب دو آتشہ میں کباب ہو رہا ہے۔ کوئی اشتیاق پان کی طلب میں پان کھو کر جو تری لب پر نہی جان نہ بول کر جان سپاری کرتا ہے۔ کوئی او چکا شیرخوار کی صورت بالائی پر نظر جمایا ہوا دودھ کے لئے دودھ کے ٹال نکال کر دودھ کو پکار رہا ہے۔ کوئی بدقوم قندی مصریوں کی طرح نبات کر کر چنگے میں مٹھائی کے چھیڑے کھایا نے شاک کرتا نہیں کوئی ادھر ادھر جلا بیٹھنا

شامیوں کی طرح تلے اوپر ہو کر شکم پر ہونے کو نعمت جانکر حکمت و مساز سے
نقان کے سوا دوسرا دم بھرتا نہیں کوئی ہلکا پھلکا روٹی کے پیٹ میں مٹکا
کھاکر خشکی سے کہتا ہے یا ستان حرص مجکو چپاتی ہے پر آٹا میرا اکیلا ہی۔ کوئی
ترش رو سر کا سودا جانکر چٹنی چاٹنے کے لیئے ناچار زندگی سے کھٹا ہے
کوئی مسافر مقیموں کی طرح کوفتوں کی کوفت میں کڑی سہکر کہتا ہے اب
ترکاری ہی جو سولہے وہ چوکا ہے۔ کوئی گلبدن نا شروع جامۂ نفیس کے تار
شمار میں کہیں جاسوسی کرتی ہاتھ ململ کے صحن میں کمخواب کرتا ہی۔ کوئی سٹری جو
مکان پایا نہیں جگر کو تھامے بیمحل آسیا کی صورت گھر گھر گشت ربنکر پکیاں
کھارہا ہے۔ کوئی بد لگام منہ زور کو سمند باد پا کا تصور ایسا خوگیر ہو کر نعل
در آتش کیا ہے کہ پیش بندی سے تنگ آکر رکاب میں شہسوار ونکے رہنے تاپتا ہے
کوئی دانا قوم شاہین سے او ام شکار کا صید ہی بنا ہو اکالے اوجلے سے
زمانے کے باز نہ آکر بحری بنکر بلبلوں کی رگڑ جھگڑ دیکھ رہا ہی۔ کوئی بینی بدگہر
زر کی تمنا میں سوا حرام جان کر کہتا ہے یاقوت ملے یا سو روپے سے مسمار ہو کر
مرجانے کو خاکسار اکسیر جانتا ہے۔ کوئی حجازی عراقیو کی طرح نغمہ کے خیال کو
یگانہ جانکر بے قانون بے گت پردے سے آہنگ وجد کر رہا ہے۔
کوئی عباسی بادشہ پر ہمدموں کی تیغ و سپر کو قبضہ میں لے لینے اوسان بجا
نہ دیکھکر دیکھا نہ بھالا نڈھال ہو گیا ہی۔ کوئی نونہال گلوں کی ہوا میں پھول

نہ سمایا ہوا شگوفہ دل میں لالا کے نافرمانی سے خوار ہو رہا ہے۔ کوئی مانجی مالیخولیا
جو ہوا اندھی سے ثمرہ کا پتا کھڑکپ کے برگوں کے مانند اکیلا پھولا پھیلا چمن میں
باغ باغ رہتا ہے۔ کوئی جامی کو ملے سن میں نمال سے عام کو خاص جان کر شیر نفوس میں
رسائی کر کے بے آسیب ریشت دوانی کر رہا ہے۔ کسی کو خبر نہیں کدھر سے
آ رہے تھے کدھر چلے کسیکو خبر نہیں کس لئے آ رہے تھے کیا کر چلے عمر تمام ہوئی
ناکام ہوئے ناحق دو دن میں بدنام ہوئے دنیا میں ذلت و خواری
جاگیر ہوئی آخرت میں شرمساری دامنگیر ہوئی عدیم المثل نے
دس برس تک سامع اُن کے قال کا رہا بینا ان کے حال کا رہا
لیکن اُس نور البصر کو منظور نظر کو چشم سر سے پل بھر دیکھا نہ گوش
جان سے کلام بے صوت و صدا سُنا۔ پھر قدم ارادت اپنا
یافت اسرار قدم میں آگے بڑھایا مقام شہوت در پیش آیا
لوگوں کو وہاں کے دیکھا کہ اُن کو شغل حسن پرستی ہے ہر ہر کے کعبۂ دل میں
بجائے صورت کسی نہ کسی بت کی بستی ہے۔ کوئی حیرت زدہ کسی نیم نظر کی چوٹ
کھا کر پڑا سسکتا ہے۔ کوئی حسرت زدہ مکدر ہو کر سکتے کی حالت کسی آئینہ رو کا
منھ تکتا تھر لیتے کچھ کہہ نہیں سکتا ہے۔ کوئی سیاہ بخت سچوٹی جانکر یک قلم سر حلقہ
زلف سے امان نہ مانگے لٹکتا ہوا مار کھا رہا ہے۔ کوئی کسی کے جوڑے کے
پیچ میں زندگی وبال جان کر مرنو فرق نہیں گولہ گٹھری ہو گیا ہی کوئی

حیات کی ڈوری سے کسی سیف نگاہ جنگ جو کی سل باندھ رہا ہے
کوئی چاہ میں کسی ذقن کے ڈانواں ڈول ہوکر کوئیں جھانکتا ہی کسی سے
گلے ملنے کی تمنا میں کسی کا دم ڈگڈگی میں آگیا ہی۔ کوئی کسی کے دہن کی
دُھن میں تنگ آنکر عالم غیب سے گومگو باتیں کر رہا ہی کسی کو کسی کے وہم
سرا نیم کمر نے لیا کے آدھی راہ میں عدم کے ٹپکا ہے۔ کوئی راہ میں کسی خوش رفتار
کے بیٹھے بیٹھے چل گیا ہے۔ کوئی خانہ بدوش آفاقی کسی ابروکمان کے تیر
مژہ پر قربان ہونے کو گوشے میں لیس بیٹھکر یکدست چلا رہا ہے کہ چٹکیوں میں
بندھ تیر ملامت کا نشانہ ہوا ہے کسی کی تسبیح میں کسی کی گردن کا منکا ڈھل
گیا ہے کسی کو کسی کا خیال خواب میں رہتا ہے۔ کوئی گپ چپ کسی کے
تصور سے سوال وجواب میں رہتا ہے۔ کسی کو خبر نہیں کدھر سے آئے
تھے کدھر چلے کسی کو خبر نہیں کس لئے آئے تھے کیا کر چلے
عمر تمام ہوئی ناکام ہوئے ناحق دو دن میں بدنام ہوئے
دنیا میں ذلت وخواری جاگیر ہوی آخرت میں شرمساری دامنگیر
ہوی عدیم المثل نے دس برس تک سامع اُن کے قال کا رہا بینا
اُن کے حال کا رہا لیکن اُس نور البصر کو منظور نظر کو چشم سر سے
پل بھر دیکھا نہ گوش جان سے کلام بے صوت وصدا سُنا
پھر قدم ارادت اپنا یافت اسرار قدم میں مقام ناموس میں رکھا

باشی۔ دن کو وہاں گئے دیکھا کہ ہر ایک آغاز و انجام سے بے خبر اپنے کمال پہ نہ پھرے ہے کوئی نئے قالب کے پیچ میں بندش دستار کے پھنسا ہی کوئی زیبائی کا مبتلا ہو کر ایڑیاں رگڑتا ہے۔ کوئی موشگافی سے محاسن کے رکھنے کو عیب سمجھتا ہی۔ کوئی رو سیہ نسخۂ خضاب کو دست غیب سمجھتا ہے۔ کوئی حیرت زدہ آئینہ کا نادیدہ ہے کسی کا دل صدچاک شانہ بازی میں اٹکا ہے۔ کوئی سفید پوشی کی بنا دیں ہزار بار زنار ناسوت سے رشتہ داری میں لاتا ہوں کہتا ہی۔ کوئی زرد روسر خروئی سے سرسبز ہوئے گویا ہیں رنگین کی نیرنگی میں نیلا پیلا ہو رہا ہے کوئی کمل کمل کے تار میں کہتا ہے کہ مو بمو مجھے بال بال میں اعجاز موسوی کھلائی دنیا ہے۔ کوئی زندہ در گور کسی کے گھر نہ جا کر قبرستان میں تکیہ کیا ہے کوئی جبہ و عمامہ کے خیال میں جامے سے باہر ہو کر گھر کے اندر آپ کو حلقے میں صوفیوں کے شمار کرتا ہے۔ کوئی سرو مہرو دوشالے کے سنبھال میں سرگرم ہو رہا ہے۔ کسی کو خبر نہیں کدھر سے آئے تھے کدھر چلے کسی کو خبر نہیں کس لئے آئے تھے کیا کر چلے عمر تمام ہوی ناکام ہوئے ناحق وہ دن میں بدنام ہوئے دنیا میں ذلت و خواری سبا گیر ہوی آخرت میں شرمساری دامنگیر ہوی عدیم المثل نے دس برس تک ساتھ ان کے قال کا رہا بینا ان کے حال کا رہا لیکن اس نور البصر کو منظور نظر کو چشم مسرت سے پل بھر دیکھا

نہ گوش جان سے کلام بے صوت و صدا سنا۔ پھر قدم ارادت
اپنا یافت اسرار قدم میں مقام جاہ میں رکھا یہاں اور یہی حال دیکھا
کہ ہر بیت فطرت کا دماغ عرش معلی پر ہی پانوں ہر ایک بے خواہ کا دوش صبا پر
ہی کوئی اپنی تخت تاج پر مغرور ہی کسی کی آنکھ نشۂ دولت میں مخمور ہی۔ کوئی
مسرور جبہ سائی پر ہے۔ کوئی مغرور سرافرازی پر ہی۔ کوئی قصر بلند پر طناز ہے
کوئی اسپ و فیل پر ممتاز ہے۔ کوئی زعم سے انشا آرائی کے اختصار و تفصیل رشتہ بیجا
کو جابجا معترضہ جانکے القاب و آداب اپنے بڑھا رہا ہی۔ کوئی فخر شاعری ہی سودا
جو ہوا جرأت سے سوز و درد جگر کے آتش زبانوں میں میر ہوکر اسیر کی طرح
بیت میں اپنی قلابے زمین و آسمان کے ملاتا ہے۔ کوئی منطقی فکر میں جزئی و
کلی کے مقام تجرید میں قانون سے طول کلامی کے اشارات کا دم بھرتا ہی کوئی
عالم علت و تمیز ترکیبی سی حیثیت و بحث میں حروف کے جملہ عمر اپنی ہر نوع سے صرف کر رہا ہی
کوئی محاسب جمع خاطر کے لئے فاصلوں میں افراد و فتر حکمت کا آپ کو نقطۂ منقسم
جانتا ہے۔ کوئی منجم گردش سیارہ سے پیش آنے کو ثابت نہ پا کر سادہ لوحی سے
چلن تارو نکا بار بار شمار کرتا ہے۔ کوئی خود بین خودی کو اپنی خدا سمجھ کر خود بخود بندگان
خدا پرست سے آکر جھگڑتا پھرتا ہی۔ کوئی خاندان پر اپنے نازاں ہی کہ وہ خلف سلطان ہے
یا نبیرۂ امرائے عالیشان ہی۔ کوئی عالی نسبی پر پھولا ہی کہ جد بزرگوار اس کا اکمل الکملا
ہے یا اعرف العرفا ہے۔ کسی کو خبر نہیں کدھر سے آئے تھے

کدھر چلے کسی کو خبر نہیں کس لئے آئے تھے کیا کر چلے عمر تمام ہوئی ناکام ہوئے ناحق دو دن میں بدنام ہوئے دنیا میں ذلت و خواری جاگیر ہوئی آخرت میں شرمساری دامنگیر ہوئی عدیم المثل نے دس برس تک سامع ان کے قال کا رہا بیٹا ان کے حال کا رہا لیکن اُس نور البصر کو منظور نظر کو چشم سِر سے پل بھر دیکھا نہ گوش جان سے کلام بے صوت و صدا سُنا راقمان داستان حقایق معانی و صورت محرران پاستان دقایق غیب و شہادت خامہ نکات بصیرت نویں سے صفحہ اشارات سماعت کو یوں منقش کرتے ہیں کہ عدیم المثل نے چالیس برس تک مکتب دنیا میں طفل ابجد خوان کی صورت دل سیپارہ کو مصحف رخسار نور البصر کے تصور میں زیر و زبر کرتا رہا تبارک و تعالی مطلق صفحہ مخبری کے سوا ایک ورق نظر کچھ پیش نہ آیا تا دُکھا کر الحمد للہ کہتا ہوا ایک قلم دفتر تعلقات دنیوی پر فرد باطل جان کر ہیم کھینچا نوشتہ پر اپنے حرف رکھکر نکتہ سنج کی طرح عاقبت قدم ارادت اپنا یافت اسرار قدم میں منزل عقبی میں رکھا اول مقام کفر میں آیا۔ دیکھا تو خلایق کی کثرت ہے بھیڑ بھاڑ انگشت ہے۔ کوئی تر دامن کو بیدانشی نے ماہیت اسلام پانی رخصت جو ہری نالے بھر بھر کر پانی سے ماجرا اپنا کہہ رہا ہے اور گنگا ندی کو سر سے بہا دیوے نکلی سمجھتا ہے۔ کوئی سازستی دیوے کو جانتا ہے کہ نہر کی شکل بنکر

روانہ ہے۔ کوئی زر و نقرہ اجناس کو مہا لچھمی جان کر پوجتا ہے۔ کوئی جوالا مکھی ہیں جو آتش کا شعلہ پہاڑ کے دامن سے نکلا ہے اس کو عجائب و غرایب اور کرامت وصفت سمجھکر سجدہ کرتا ہے۔ کوئی گنیش کو جس کا سر فیل کا اور دھڑ انسان کا ہے چھالیا سپیاری چڑھا پوجا کرتا ہے اور اس کی پوجا سب کی پوجا پر افضل و مقدم جانتا ہے۔ کوئی رامچندر کو معبود پہچانتا ہے۔ کوئی لچھمن کو جو رام چندر کا بھائی ہے اس کی صورت بنا کر پوجا کر رہا ہے۔ کوئی سیتا کو جو رامچندر کی زوجہ ہے سجدہ کرتا ہے۔ کوئی مہا کالی دیوی کا بندہ بنا ہے۔ کوئی چاند سورج کے روبرو پانی ڈالتا ہے۔ کوئی زحل مشتری زہرہ عطارد مریخ راس و ذنب کو پوجا کرکے دل کی حسرت نکالتا ہے۔ کوئی مہا دیو کے لنگ کو جھلاری رکھکر دودھ اور پانی ملا کر دھار ڈالتا ہے۔ کوئی سنگدل کو جو پتھر سے انست کڑی ہوئی راستی کو لات مار کر منات کے آگے اوندھا پڑا ہوا ہے۔ کوئی گوسالہ صفت گائے کو پوجتا ہے اور کہتا ہے اس میں دیوتی موجود ہے اس کا گوبر پیشاب اس کے حق میں جغرات اور دودھ ہے۔ کوئی پتھر پر تلسی کا پتا رکھکر کہتا ہے میں نے سالگرام کو پوجا کیا ہے۔ کوئی کرشن یعنے کنیا کو سجدہ کرتا ہے۔ کوئی وشنو یعنے کشن کی پوجا کرتا ہے کوئی چراغ سے لو لگا رہا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ ناستیک میرا مذہب ہے

جو میں سمجھتا ہوں دوسرے کو معلوم کب ہے یہاں نہ کوئی کسی کا بندہ ہے
نہ کوئی کسی کا خدا ہے جہنم ہے نہ جنت ہے فقط یاروں کی بناوٹ جنت ہی دوزخ
رنج کا نام ہی جنت کا لقب آرام ہی سوائے عنصروں کے کوئی موجود نہیں سوائے
عناصر کے میرا کوئی معبود نہیں۔ کوئی کہتا ہے بندہ بودہ شاستر کا قایل ہے
اُس سے مطلب میرا حاصل ہے مُردار کو حلال جانتا ہوں عورت کی صورت
دیکھنا حرام پہچانتا ہوں ہر پل عالم فنا ہوتا ہی اور ہر پل عالم بقا ہوتا ہی عالم
کو بدایت نہ غایت ہی سوائے اس کے جو تکرار ہی جھوٹی بہت ہے۔ کوئی کہتا ہی
میں نے جین شاستر سے مطلب اپنا حاصل کیا ہے خدا کو محض بے صفت جانتا
ہوں۔ کوئی شئی خدا سے پیدا نہیں ہوئی پہچانتا ہوں جو شخص نیکی کرتا ہی اُسی کا
خدا نام ہی اُسی کا کلام خدا کا کلام ہی۔ کوئی کہتا ہی میں شیو پوران کا حال سناتا
ہوں ہر ہر ملت والے کو جتاتا ہوں پیش از ظہور کائنات ناف سے بشن کے
کنول کا پھول کھلا ہے اُسی میں ہی برہما پیدا ہوا ہی برہما کے اور بشن کے
درمیان کئی روز مناقشہ رہا ہی بشن نے برہما کو کہا میں نے تجھکو پیدا کیا ہے
برہما نے بشن کو کہا میں نے تجھ کو ہویدا کیا ہے اس عرصے میں آسمان سے
ایک دھواں ظاہر ہوا اُس میں سے برہما کو خطاب آیا کہ تو برہما اور یہ بشن
بیجا ہی جس کی ناف سے کنول کا گل کھلا ہی اُس سے تو ظاہر ہوا ہی اب ہم نے
تجھ کو کہا ہی تو مخلوق پیدا کر جہان کو ہویدا کر جب برہما نے اُس دخان کو

دیکھا اُس میں سے ایک لنگ نظر آیا برہما نے ہنس کی شکل بنکر اس لنگ کی پیدایش
کو اوپر اور بشن خوک بنکر تحت الثریٰ میں چلا گیا دس ہزار برس تک دونوں
پھرتے رہے اُس لنگ کی انتہا نہ پائی جب برہما جانے نا میرا خالق میرا معبود میرا
صاحب لنگ حق ہے اُس دن سے اُس لنگ کی پوجا شروع ہوئی ہے یہ شخص ذات
مطلق ہے کوئی کہتا ہے بندہ بیدانتی کہلاتا ہے ہماری بیدانت شاستر میں لکھا ہے
عالم خواب و خیال ہے برہما کے سوا موجودیت دوسرے کی محال ہے برہما خالق
کائنات ہے بشن رزاق موجودات ہے مہادیو کو دسترس سب کے فنا کرنے پر ہے
برہما خدا مقرب ہے جب ہم برہما کو فنا فی ہوئی ذی روح ہوا ہے بشن مہادیو یہ سب
ایک جسم برہما ہے بس جس نے فنا فی کو فراموش کیا بیشک وہ خدا ہو لیا ہے اس کو
راحت حاصل ہے وہی خدا کہلانے کے قابل ہے کوئی کہتا ہے بندہ مسلمان کہلاتا ہے
ہماری مسلمان شاستر میں لکھا ہے کہ اللہ جل شانہ نے مخلوق کو ہمیں پیدا کیا ہے
اللہ میں طاقت مطلق نہیں ہے یہاں کوئی اللہ برحق نہیں ہے عیش و عشرت
تکلیف و راحت ہمارے نتائج اعمال ہیں اور بندگان خدا مختار افعال ہیں عالم کی
ابتدا ہے نہ انتہا ہے بحر و بر آسمان و زمین جھاڑ پہاڑ اسی کی موجودیت ہمیشہ ہے
اور ہر انسان میں برہما کا ظہور ہوتا ہے جو چاہا وہ برہما ہو لیا ہے کوئی کہتا ہے میں
ہنسا ایک برحق ہوں ہنسا ہی شاستر کا عارف مطلق ہوں جانتا ہوں ہمہ اوست
باشندگی جنت اور جہنم میں نہیں ہے ذات کو اللہ کی ہدایت و نہایت نہیں تقدیر ہے

جہاں قدیم ہے لیکن معدوم ہوگا اللہ کی ایک شکل ہے سمجھدار کو معلوم ہوگا۔ کوئی
کہتا ہی میں بشیشک بنا ہوں بشیش شاستر کا معتقد ہوا ہوں مہاراج کناد کا قول
سچا ہے بندہ موافق ان کے قول کے چلتا ہے کناد اور گوتم مہاراج کا قول میں نے
ایک پایا ہی جس نے نیائی شاستر لکھا ہی جو نیا یک کے قول و افعال ہیں بندہ کے
وہی اعمال ہیں۔ کوئی کہتا ہی میں تنجل شاستر کا بندہ ہوا ہوں بغیر ریاضت اور
محنت کے کوئی چیز حاصل نہوگی سمجھتا ہوں۔ کوئی کہتا ہی میں سانکھ شاستری
ہوں سب کو سناتا ہوں جب وقت عالم کے فنا کا آتا ہے ہر ایک عنصر ہر ایک
شی میں غائب ہوجاتا ہی خالی آواز میں گم آتش صورت میں گم پانی ذائقہ میں گم
خاک شامہ میں گم ہولا مسہ میں گم ہو جاتے ہیں یہ نکات ہر ایک کی فہم میں کہاں
آتے ہیں۔ کوئی کہتا ہی بندہ نانک پنتی ہوا ہی بابا نانک کا چیلا بنا ہے ہمارے بابا
نانک مشرکوں سے بیزار ہیں مانند اور ہنودوں کے وہم اور دھوکے میں نہیں کلام
سے ان کے ظاہر توحید کے اسرار ہیں بیشک وہ سب مخلوق کا اوتار ہیں سوائے
خدا کے دوسرے کا نہیں طلبگار ہی نینا دیوی کی پوجا کی ہی اُس سے حاجت اپنی چاہی
ہی افلاک پر گیا ہی عالم بالا کا تماشا دیکھا ہی نازل اسپر کتاب ہے کلام اسکا کلام حق
لاجواب ہے۔ کوئی کہتا ہی میرا مذہب سب مذہب سے فاضل تر ہی ہندو مسلمان سے رتبہ
میرا برتر ہی مقرر عیسی علیہ السلام کو بیٹا خدا کا جانتا ہوں والدہ کو ان کی خدا
کی زوجہ پہچانتا ہوں بندہ انھیں کا بندہ ہی دوسری بات غلط پہچانتا ہے۔

کوئی کہتا ہے بندہ شیطان کا غلام ہو شیطان کا کلام خدا کا کلام یا کلام ہے
شیطان کے برابر کون موحد ہوا ہو جو سوائے خدا کے دوسرے کو سجدہ نہیں کیا
ہے شیطان کے موافق کون عابد ہوا ہے شیطان اُستاد فرشتوں کا ہو شیطان کے
برابر کون عالی ہمت ہے کہ گردن میں اُس کے طوق لعنت ہو تا ہم بھی
مردود خدا ہے۔ مگر مذہب عشاق میں مقبول کبریا ہے اُسکا فرمان بردار
ہوں لاحول کہنے والے سے بیزار ہوں کسی کو خبر نہیں کدھر سے آئے
تھے کدھر چلے کسی کو خبر نہیں کس لیے آئے تھے کیا کر چلے خلقت میں ہر چند
محبوب دنیا حقیقت میں مطلب کو مفقود کیا ظاہر میں سادھو اور رہے
باطن میں مقصد سے اغیار رہے معلوم نہوا آپ سے گذر کر آپ کو پایا
کیا ہے معلوم نہوا جان سے انجان ہو کر جان جان ہو جاتا کیا ہو [illegible]
نے پندرہ برس تک انہیں کے نکات قال کا مطالعہ سے حال ہوا انہیں کے
سے حال کی صورت قال رہا لیکن اُس نور البصر کو شتاب نظر کو چشم سر سے
پل پھر دیکھا نہ گوش جان سے کلام بے صوت و صدا سنا پھر قدم ارادت
اپنا ثابت اسرار قدم میں تمام اسلام میں۔ کھا دیکھا تو جہاں اور ہی
سما ہے سمجھا تو اور ہی ڈھنگ ہے نیا تماشا ہے سات ارتباط لیے
نظر آئے ششدر ہو کر استفسار کیا تو تمام ہر ایک کا لوگوں نے علاحدہ
بتایا کسی نے کہا ایک نیا شہر ہے یہاں کے باشندوں کو

اہل سنت وجماعت عالم کہتا ہے اعتقاد ان کا ٹھیک ہے کہتے ہیں
خدا وحدہٗ لاشریک ہی عالم حادث ذات اُسکی قدیم ہے ذات حق کی
حی القیوم عالم عدیم ہی سوا اُس کے دوسرا موجود نہیں وہ عدیم المثل
یکتا ہی سوا اس کے کوئی معبود نہیں وہ نور البصر دوسرا ہے عالم جاہل ہے
اللہ عالم الغیب والشہادہ ہے اتصال کو ہے نہ انفصال اور نہ حلول
واتحاد وعلت ہے عیب نقصان سے مبرا ہے باقی تحت صفات کا ہے
نائب اوس کے بے شک انبیا ہیں اور ملائک برحق بے انتہا ہیں
کتابیں جو اللہ نے انبیا پر اُتاری ہیں راست مطلق ہے بہشت و
دوزخ حق ہے مسلمان بہشت میں رہیں گے کفار دوزخ میں جلیں گے
پانچوں وقت کی نماز فرض یقین ہے روزے ایک مہینے کے فرض ہیں
زکواۃ مال وحج کعبہ فرض صاحب مقدور پر ہے شراب کا پینا زنا کا [چوری] کرنا
شہوت عجب ونخوت حرام مقرر ہے قیامت کا آنا یقین ہے ایک دن
یہ آسمان ہے نہ زمین ہے عالم تمام فنا ہوگا اللہ تعالی پھر سب کو زندہ
کرے گا سب سے حساب لیگا نیک کو جنت دے گا اور بد کو جہنم ہے
جسکا پیشہ یہاں ظلم وستم ہے جس نے اپنے گناہ سے توبہ کی اسکو دوزخ سے
نجات ہے جس نے انبیا کے قول کو نہ مانا اسکو دوزخ ابدا ہیہات ہے
جو لوگ خواہش نفس سے گناہ میں مبتلا ہیں اور بغیر توبہ کے مر گئے چند

روز سزا ان کو دی جائے گی پھر بحر رحمت جوش میں آئے گی اللہ تعالی
سفارش سے سید الابرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور تائید سے آل و
اصحاب کبار کے اور دعا سے عالم وحافظ اور نیک کردار کے اور مدد سے
اولیائے واقف اسرار کے ان کو بہشت میں داخل کریگا ہر ایک مومن
ہمیشہ بہشت میں رہے گا۔ دوسرا رباط رافضیہ ہے یہاں کے مقیموں کو
عالم رافضی کہتا ہے طریقہ انکا یہ ہے کہ اصحاب ثلثہ پر طعن کرنا واجب
جانتے ہیں بجز جناب مظہر العجائب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے
پیشوا اپنا کسی کو نہیں پہچانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جناب خاتم النبین صلی اللہ
علیہ وسلم کو ذات سے اپنی رسالت میں قیام نہیں اور جناب غوث الاعظم
قدس سرہٗ اولاد امام نہیں نماز جماعت کی سنت مطلق نہیں ہے مسح
اوپر موزے کے درست الحق نہیں ہے دیر سے روزہ افطار کیا کرتے
نماز مغرب ہمراہ نماز عشا پڑھا کرتے رکوع اور سجود میں یکبار تسبیح پڑھتے
ہیں بعد نماز کے السلام علیکم نہیں کہتے ہیں فیما بین اُن کے کثرت اوہام
سے و نارسائی افہام سے بارہ فریق ہوئے ہیں ہر ایک کے علیحدہ طریق
ہوئے ہیں کوئی کہتا ہے کہ میں علویہ ہوں حضرت علی کو نبی جانتا ہوں
کوئی کہتا ہے میں امویہ ہوں حضرت علیؑ کو جو شریک نبوت اور رسالت
سمجھتا ہوں۔ کوئی کہتا ہے میں شیعیہ ہوں حضرت علی کو جو تمام صحابہ

سے فاضل تر نہ جانے اسکو کافر سمجھتا ہوں کوئی کہتا ہے بندہ اسحاقیہ
ہے قائل نہیں ختم نبوت کا ہی۔ کوئی کہتا ہے زیدیہ میرا نام ہی سوائے
اولاد علیؑ کے میرا کوئی امام نہیں ہے۔ کوئی کہتا ہے عباسیہ میرا لقب ہے
بادشاہ اور امام میرا فرزند عبد المطلب ہے۔ کوئی کہتا ہے میں امامیہ
ہوں سطح زمین کو خالی امام سے نہیں جانتا ہوں سوائے بنی ہاشم کے
کوئی امام خلیفہ نہیں سوائے بنی ہاشم کے کسی امام فاجر کے پیچھے نماز
پڑھنی روا نہیں امام بندہ بے عیب ہیں امام عالم الغیب ہیں۔ کوئی کہتا
ہے بندہ نادسیہ ہی جو شخص کہ اپنے کو بہتر جانے اسے کافر کہتا ہی کوئی
کہتا ہے میں تناسخیہ ہوں جانتا ہوں کہ روح انسان کے قالب سے جب جدا
ہوتی ہی ہر آئینہ دوسرے قالب میں روانہ ہوتی ہی۔ کوئی کہتا ہی بندہ
لاعنیہ ہے دشمن عائشہ و زبیر و طلحہ و معاویہ کا ہی ابد تک ان کو بد کہتا
ہوں اُن کے نام کا تبرا کرتا رہتا ہوں۔ کوئی کہتا ہی میں راجعیہ ہوں
صاف کہتا ہوں سحاب میں آفتاب جمال مظہر العجائب چھپا ہوا ہے
ظہور جلوہ والا پیش از قیامت کے ہونے والا ہے آسمان پر کہکشاں
کہاں ہی علیؑ کے لشکر کا نشان ہے فلک پر رخشاں برق ہنس ہے سُم
ہیں علی کے دُلدُل کے اسمیں فرق نہیں ہے۔ کوئی کہتا ہے میں مترابصیہ
ہوں حق جانتا ہوں مسلمانوں سے مجھکو عداوت ہے بادشاہوں سے

مقابلہ کرنا میری ملت ہے تیسری رباط خارجیہ ہے وہاں کے
باشندوں کو عالم خارجی کہتا ہے خلقت اسمیں کثیر ہے ہر ایک کی علیحدہ
تقریر ہے جماعت سے انکار کرتے ہیں تکفیر اہل قبلہ ہر بار کرتے ہیں معاویہ
رضی اللہ عنہ سے اتحاد رکھتے ہیں جناب مظہر العجائب علی بن ابی طالب
سے عناد رکھتے ہیں نیاہین ہیں اُن کے کثرت اوہام سے نارسائی
افہام سے بارہ فریق ہوئے ہیں ہر ایک کے علیحدہ طریق ہوئے ہیں۔
کوئی کہتا ہے بندہ ازرقیہ ہے صاف کہتا ہے وحی منقطع ہوئی کوئی مومن
کبھی خواب نیک نہیں دیکھتا ہے کوئی رتبہ ولایت کو نہیں پہنچتا ہے کوئی کہتا ہے
میں اباقیہ ہوں یقین جانتا ہوں ایمان قول عمل مسلمان ہے بانیت انسان
ہے۔ کوئی کہتا ہے میں ثعلبیہ ہوں کام میرا تدبیر سے کرتا ہوں غافل نہیں ہوں
تقدیر الٰہی کا قائل نہیں ہوں۔ کوئی کہتا ہے میں حازمیہ ہوں زکواۃ کو
فرض مجہول جانتا ہوں فرضیت اس کی مجھپر آشکارا نہیں ہے اُس کو سمجھتا
نہیں۔ کوئی کہتا ہے میں خلفیہ ہوں تارک جہاد کو کافر کہتا ہوں۔ کوئی
کہتا ہے بندہ کوزیہ ہے صاف کہتا ہے جو شخص کہ طہارت میں اندام کو سخت
ملکر اعضا کو خوب نہیں دھوتا ہے فرض اُس سے ادا نہیں ہوتا ہے۔ کوئی
کہتا ہے میں محکمیہ ہوں حکم خدا کا اوپر خلق کے مطلق نہیں جانتا ہوں۔
کوئی کہتا ہے میں اخنسیہ ہوں منکر جزائے اعمال کا ہوں۔ کوئی کہتا ہے

بندہ کنزیہ ہے زکواۃ کو فرض نہیں جانتا ہے۔ مال کے میل میں پامال
ہو رہا ہوں۔ کوئی کہتا ہے میں ثمراخیہ ہوں عورتوں کو مانند بوئے گل
وریحان کے جانتا ہوں عورتیں بے ملک ہیں بغیر نکاح کے وطی اُن سے
رواہے بندہ یہی عمل کر رہا ہے۔ کوئی کہتا ہے نام میرا میمونیہ
ہے بندہ غیب پر ایمان لانا باطل جانتا ہی۔ کوئی کہتا ہے میں معتزلیہ
ہوں ایمان سے بیزار رہتا ہوں صاف کہتا ہوں قرآن مجید مجموعہ
نقول وحکایات ہے قدیم نہیں ہے خیر وشر کا فاعل رب کریم نہیں ہے
نماز جنازہ کی واجب کہاں ہے ایمان کسب الانسان ہے دعا وصدقہ
زندگان حق میں میت کے بیفائدہ وبیکار ہے شفاعت سے رسالت
مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح انکار ہے حساب وکتاب میزان۔
گنہ گاروں کا درمیان دوزخ اور جنت کے ہوتا ہے معراج پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس سے ہوا ہے فرشتہ مومن سے
افضل تر ہے عقل مومن اور کافر کی برابر ہے رویت حق سبحانہ تعالی
کا قائل نہیں ہوں انکار ہے کرامت اولیا کی غلط۔ ہے جھوٹی تکرار ہے
خدائے تعالی خالق جب ہوا جسدم مخلوق کو پیدا کیا اور رزاق جب
ہوا جس وقت بندوں کو رزق پہنچایا اللہ تعالی ذات سے اپنے
عالم وقادر ہے نہ ساتھ علم وقدرت کے ہے یعنے صفات حق کو نہیں ہے

ذات سے موجود بے مشقت کے ہے جانتا ہوں جو عدم ہے وہ عدم
سراسر ہے جو موجود ہے وہ موجود اکثر ہے جو شخص کہ کسی کے
ہاتھ سے کشتہ ہووے اجل یقین ہے یعنے قاتل اسکا اس کو اگر نہ مارتا وہ
مرتا نہیں ہے علامت قیامت غلط پہچانتا ہوں خروج دجال و یاجوج
ماجوج کو کذب جانتا ہوں پیغمبر علیہ السلام قبل معراج کے نبی کہاں
تھے اور پیش ازوحی کے نہ مومن تھے نہ کافر فقط معصوم انسان تھے عرش
جاے بلند کا نام ہے کرسی علم و حجاب کا مقام ہے لوح تمام حکم اور
تدبیر ہے قلم تقدیر ہے پیغمبر علیہ السلام نے کلام اللہ تعالی سے بیواسطہ
سماعت نہیں فرماے ہیں فعل بندے کے مخلوق اللہ کے نہیں پاے ہیں
چوتھی رباط جبریہ ہے وہاں کا ساکن آپ کو جبری کہلاتا ہے۔ کوئی
کہتا ہے میں مضطریہ ہوں صاف کہتا ہوں خلق مانند جماد کے مجبور بہر طور
ہے خیر و شر سے اُن کو علاقہ نہیں قادر ان کا اور ہے۔ کوئی کہتا ہے
افعالیہ میرا نام ہے یہی میرا کلام ہے خلق کو فعل ہے لیکن قدرت نہیں
ہے حرکت صریح ہے لیکن جرات نہیں ہے۔ کوئی کہتا ہے نام میرا معیہ
ہے یہی میری تکرار ہے خلق کو قدرت ہے لیکن ساتھ فعل کے اظہار
ہے۔ کوئی کہتا ہے نام میرا مفروغیہ ہے یہی میرا مقولہ ہے ظہور عالم کا
جو کچھ ہونے والا تھا ہو گیا آیندہ حاشا وکلا تغیر و تبدل نہو گا۔ کوئی

کہتا ہے میں مجبوریہ ہوں صاف کہتا ہوں کوئی بندہ فعل سے اپنے
ستایا ہے عذاب نہیں ہے خدا اپنے اختیار فعل سے جو چاہتے گا وہ کریگا
اس میں کچھ سوال وجواب نہیں ہے خلق کو پیدا کیا حق نے اپنے علم کے
ظہور پر نہ معلوم کے شعور پر کوئی کہتا ہے میں سالکیہ ہوں صاف
کہتا ہوں ثواب وعقاب نیکی بدی سے اصلاً کم نہیں ہوتا ہے بندہ فقیر
دور خیر سے حق کا ہم ہم نہیں ہوتا ہے۔ کوئی کہتا ہے کسلیہ میرا نام عیاں ہے
یہی میرا بیان ہے سعادت وشقاوت دونوں ظہور بتیان ہے نہ اطاعت سے
سود نہ معصیت سے زیان ہے۔ کوئی کہتا ہے حبیبیہ میرا نام ہے گفتگو ہے تقریر
میری روبرو ہے مجھے خوف دوزخ کا نہیں خدا دوست میرا ہے کہیں
دوست کو دوست عذاب دیتا ہے۔ کوئی کہتا ہے میں متمنیہ ہوں اسی کو
خیر کہتا ہوں جس سے نفس میرا شاد ہے وہ دل آرام ہے وہی میری مراد ہے
کوئی کہتا ہے میں خوفیہ ہوں عذاب حق سے مطلقاً خوف رکھتا ہوں
دوست کو دوست ڈراتا ہے دوست کو دوست سمجھاتا ہے۔ کوئی
کہتا ہے میں فکریہ ہوں یہی کہتا ہوں فکر عبادت سے لاکھ چند بہتر ہے
جس کو علم زیادہ ہو اسکی عبادت ساقط اکثر ہے خدمت اسکی خلق کو
ضرور ہے شرکت اسکی ہر ایک کے مال واسباب میں منظور ہے جسکو
اس سے انکار ہے وہ ظالم ناہموار ہے۔ کوئی کہتا ہے میں حبیبیہ ہوں

منکر وارث میراث کا ہوں۔ **پانچویں رباط قدریہ** ہو وہاں کا متوطن آپکو قدری کہلاتا ہے۔ کوئی کہتا ہے میں احمدیہ ہوں منکر سنت رسول اللہ ہوں جو چیز کہ نزدیک خدا کے کفر ہے نزدیک خلق کے ایمان ہے جنازہ کی نماز جو واجب سمجھانے وہ زندہ در گور انسان ہے کوئی کہتا ہے میں شنویہ ہوں جانتا ہوں نیکی ذوالمنن سے ہے اور بدی اہرمن سے ہر کوئی کہتا ہے نام میرا کیتانیہ ہے افعال خلق مخلوق ہے بندہ نہیں پہچانتا ہے۔ کوئی کہتا ہے شیطانیہ میرا نام ہے منکر وجود شیطان ہوں یہی میرا کام ہے۔ کوئی کہتا ہے بندہ شرکیہ ہے جانتا ہو کہ کوئی کسی کا نہیں ہے ایمان مخلوق خدا کا نہیں ہے۔ کوئی کہتا ہے میں وہمیہ ہوں یہی میرا فہم ہو کہ نعل میرا وہم ہے کوئی کہتا ہے میں ابدیہ ہوں جہان فانی کو مقام ابد جانتا ہوں۔ کوئی کہتا ہے میں ناکسیہ ہوں سمجھتا ہوں اطاعت بادشاہاں روا ہے درست اختلاف علما ہو۔ کوئی کہتا ہے میں قاسطیہ ہوں کسب و ہنر سے مال جمع کرنا فرض جانتا ہوں۔ کوئی کہتا ہے میں نظامیہ ہوں خدا کو شئی سمجھتا ہوں۔ کوئی کہتا ہے میں متزلیہ ہوں بدی تقدیر سے میری ہے نہیں شک کرتا ہوں کوئی کہتا ہے میں متربصیہ ہوں سب سے علیحدہ ہوں گنہگار کو کافر جانتا ہون توبہ مقبول نہیں خوب پہچانتا ہوں **چھٹی رباط جہمیہ** ہے اسمیں ہر ایک جہمی کہلاتا ہے۔ کوئی کہتا ہو میں

معطلیہ ہوں اسمائے صفات کو اللہ کے مخلوق سمجھتا ہوں۔ کوئی کہتا ہے میں **متربصیہ** ہوں علم و قدرت مشیت ایزدی مخلوق ہے باقی سب کو غیر مخلوق کہتا ہوں، کوئی کہتا ہے میں **متراقیہ** ہوں صاف کہتا ہوں خدا کے حصہ میں گردش ہے مقام اس کا نہیں کہا جاتا ہے یعنے جابجا پھرتا ہے۔ کوئی کہتا ہے میں **واردیہ** ہوں جانتا ہوں مومن کی جہنم میں جانا نہیں جو شخص کہ جہنم میں گرے پھر اسکا نکلنا ہوتا نہیں۔ کوئی کہتا ہے میں **حرقیہ** ہوں جانتا ہوں جو شخص کہ جہنم میں جاتا ہے۔ آگ سے اسکا کچھ اثر باقی نہیں رہتا ہے۔ کوئی کہتا ہے میں **مخلوقیہ** ہوں قرآن کو مخلوق کہتا ہوں۔ کوئی کہتا ہے میں **غیریہ** ہوں منکر رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں لیکن حکیم کہتا ہوں۔ کوئی کہتا ہے میں **زنادقیہ** ہوں منکر معراج شریف اور قیامت کا ہوں عالم کو قدیم جانتا ہوں خدا کو چشم سر سے دیکھنا درست پہچانتا ہوں۔ کوئی کہتا ہے میں **قانیتہ** ہوں بہشت اور دوزخ کو فنا سمجھتا ہوں۔ کوئی کہتا ہے میں **نقطیہ** ہوں منکر عبارت قرآن کا ہوں یعنی قرآن بندے سے ایجاد جانتا ہوں معنی کا اسکے خدا موجد ہے سمجھتا ہوں۔ کوئی کہتا ہے میں **قبریہ** ہوں سب سے کہتا ہوں عذاب قبر یا نہیں ہے تم سب اہل غفلت ہو اگر ہوتا تو اوپر رہتا تا دوسروں کو عبرت ہو کوئی کہتا ہے میں **واقفیہ** ہوں قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق اس میں مجھے

قائل ہے صاف کہتا ہوں ساتویں رباط مرجیہ ہے باشندوں کو
وہاں کے عالم مرجی کہتا ہے۔ کوئی کہتا ہے میں علمیہ ہوں علم کو ایمان
جانتا ہوں جو شخص کہ اوامر و نواہی سے واقف نہیں وہ کافر ہے بندہ
خوب ماہر ہے۔ کوئی کہتا ہے میں تارکیہ ہوں علم کو سبب جمع مال دنیا
جانتا ہوں عمل واسطہ نعمت عقبیٰ ہے ترک کرنا دونوں کا مشغولی حضوری
مولیٰ ہے۔ کوئی کہتا ہے میں شامیہ ہوں کہتا ہوں جو شخص ایکبار
لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا بعد وہ اطاعت
کرے یا معصیت کچھ زیان نہو گا۔ کوئی کہتا ہے بندہ راجیہ ہے یہی
میرا مقولہ ہے جو شخص کہ اطاعت خدا کی نکرے بخدا گنہگار نہ ہو گا کوئی
کہتا ہے میں شاکیہ ہوں مفصل میرا حال سنئے کہ ایمان میں محمل شک
رکھتا ہوں۔ کوئی کہتا ہے میں عملیہ ہوں ایمان عمل کے ساتھ ہے کہتا
ہوں جسکو کہ نہیں عمل ہے ایمان میں اس کے خلل ہے۔ کوئی کہتا ہے
منقوضیہ میرا نام ہے یہی میرا کلام ہے لطف سے حق کے زیادتی ایمان
کی ہے قہر سے حق کی کساوگی ایمان کی ہے۔ کوئی کہتا ہے نام میرا مستثنیہ ہے
میں مومن ہوں اگر اللہ چاہتا ہے۔ کوئی کہتا ہے میں آثریہ ہوں قیاس
دلیل باطل جانتا ہوں۔ کوئی کہتا ہے میں بدعیہ ہوں صاف کہتا
ہوں جو شکل کہ نئے جہان میں پیدا ہوتی ہے بے خواست ارادت حق کی

ہویدا ہوتی ہی نخوت کا دم بھرتا ہوں بادشاہوں کی فرمان برداری
نہیں کرتا ہوں کوئی کہتا ہے میں **مشبہیہ** ہوں حق جانتا ہوں اللہ نے
آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے شاہد اسکا خدا ہے۔ کوئی کہتا ہے
میں **حشویہ** ہوں واجب وسنت ونفل کو ایک جانتا ہوں۔ کسی کو خبر
نہیں کدھر سے آئے تھے کدھر چلے کسی کو خبر نہیں کس لئے آئے تھے
کیا کر چلے۔ معلوم نہ ہوا آپ سے گذر کر آپ کو پایا کیا ہے معلوم ہوا جان
سی انجان ہو کر جا نجان ہو جانا کیا ہے ظاہر میں مشیخت ماب صدر صدور
ہی باطن میں مطلب سے کوسوں دور رہے عدیم المثل نے میذرہ برتی تک
او بھفیں کے نکتہ قال کا عبارت حال ہوا اہفیں کے معنی حال کا صورت
قال ہوا لیکن اُس نور البصر کو منظور نظر کو چشم سر سے پل بھر دیکھا نہ گوش جان
سی کلام بے صوت وصدا سنا پھر قدم ارادت اپنا یافت اسرار قدم
میں مقام سلوک میں رکھا وہاں اور ہی تماشا دیکھا۔ کوئی کہتا ہی
مجھے ذکر دوریہ اور مدوریہ یاد ہے اس کو چہار حلقی کہتے ہیں مجھے ارشاد
ہی ذاکر کو اسکے جلد مکاشفہ عالم غیب کا ہے فی الفور مطلوب کا سامنا ہی
اول کلمہ لا ناف سے جانب راست وچپ سے لیکر دماغ تک
کھینچے بعدہ کلمہ اِلٰہ کو یمین ویسار سے ادا کرے بعدہ اِلَّا اللہ کو
شدت سے دل پر ضرب کرے لفظ ھُو پر اس ذکر کی انتہا کرے۔ کوئی

کہتا ہے چند روز میں خدا کا بھید کھل جاتا ہے ذاکر خدا کو جلد پاتا ہی اول
دلکی طرف متوجہ ہوکر انا کہے اور فلک کی طرف متوجہ ہوکر فیہ کہا کرے
پھر دل کی جانب توجہ کرے ھو بولے اللہ جل شانہ ابواب خزائن
اسرار اسپر جلد کھولے۔ کوئی کہتا ہے سالک کا حجاب جلد دور ہو جاتا ہی
مطلوب روبرو آتا ہے دلکی طرف متوجہ ہوکر فی انا کہے اور فلک کو
دیکھکر انت کہا کرے پھر دلکی جانب توجہ سے انا ھو ھو پکارے
فی الفور گنجینۂ اسرار ہاتھ آوے کوئی کہتا ہے سیدھی جانب سے اللہ
اکبر کہے اور دل سے کلمۂ الا اللہ کھینچکر جانب چپ سے سیدھی جانب
لیجاوے پھر الا اللہ کو بیچ دل کے ضرب کیا کرے جو چاہے وہی ہوا
کرے۔ کوئی کہتا ہے ایک ذکر مجھکو یاد ہے یہ سب اذکار کا استاد ہے
یکظرف میں آتش سلگائے اُس کو روبرو رکھکر شعلۂ آتش پر ضرب
الا اللہ لگائے بعدہ ایک ضرب الا اللہ دل پر ہوا کرے یہ راز خویش
وبیگانے سے اخفا رکھے توجہ تیز پر غلبہ ہوگا عالم معانی کا مکاشفہ ہوگا
کوئی کہتا ہے قرآن شریف چہار سو اپنے رکھے اول سیدھی جانب سے
یاحیّ کا ضرب قرآن پر کرے بعدہ جانب چپ قرآن پر یا قیوم شدت
سے کہے اور آگے پیچھے تشدّد سے ضرب کیا کرے آگے یا سمیع پیچھے
علیم کہا کرے چہار سو کا تماشا نظر آویگا عالم شرق و غرب جنوب و

شمال کا روبرو پائیگا۔ کوئی کہتا ہے روبرو اپنے قرآن شریف کھلا رکھے
اول اسپر ضرب کلمہ اثبات کا کیا کرے بعدہٗ دل پر شدت سے ضرب
کرنا جلد عالم معانی کا کشف ہوئے۔ کوئی کہتا ہے کہ اگر کوئی آفتاب کو
سیدھی طرف اپنے تصور کیا کرے ماہتاب کو طرف چپ کے تصور
میں رکھے چند روز یا مُحیی زبان قلب سے ادا کرے عالم ارواح سے
ملے آتش ہوا سے اُس کے ٹھنڈھی ہو جائے جو ارادہ کرے وہ بر آئے
پانی پر صاف چلے وار تیغ و تبر کا نہ لگے تصرف اس کا عالم اجسام میں
جاری ہو بشرط تعلقات بشری سے ذاکر عاری ہو۔ کوئی کہتا ہے ذاکر
ایک گوشہ سنبھالے اسپر غیر نظر نہ ڈالے تمام شب یا مُحیی دو ہزار بار
پڑھا کرے چالیس روز بجز نان جوار کے کچھ نہ کھایا کرے جمعہ کے دن سے
ابتدا کرے تمام شب نہ سویا کرے حیات ابدی پائے ہمجنس خضر ہو جاوے
کوئی کہتا ہے اگر یا مُحیی کا تصور ایک مدت رکھے عجیب و غریب
خرق عادت پیدا ہووے چاہے تو نظر سے غائب ہو جائے خلقت
دور نزدیک کی اس کو نظر آوے جو چیز قسم شیرینی سے یا میوہ جات یا
طعام سے ہو بے موسم کی خواہش سے اُس کے حاضر ہو جائے جو شخص
اس سے مقابلہ کرے خراب ہو فاضلان دفتر عالم میں فرد لاجواب ہو
بات اس کی کوئی رد کرے کیا مجال ہے جو دیکھ لے اس کو فرماں بردا

بہر حال ہے عمر اسکی دراز ہو لیکن ذاکر صفائے قلب میں ممتاز ہو۔ کوئی
کہتا ہے اگر ذاکر بعد تہجد کے نماز صبح تک بیدار رہے اور نظر اپنی پرہ بینی
پر رکھے لسان قلب سے کلمہ لا اِلٰہ اِلا اللہ کی ہر دم تکرار کرے خیالات
غیریت سے مطلق انکار کرے بیشک مستجاب الدعوات ہو عالم غیب کا
معائنہ اسکو دن رات ہو زہر اور سحر اسپر اثر نکرے ہمیشہ تندرست
رہے ناتوانی اور ضعیفی سے باز ہو عمر اسکی دراز ہو۔ کوئی کہتا ہے مجھے
پاس انفاس کی ترکیب یاد ہے بندہ اس فن میں استاد ہے ہر دم اِلا اللہ
کہتا ہوا دم اوپر کھینچتا ہوں پھر اِلا اللہ کہتا ہوا دم کو نیچے اوتارا بیٹھتا ہوں اور کبھی اللہ کہتا ہوا دم کو
اوپر کھینچتا ہوں پھر اللہ کہتا ہوا نیچے دم اوتارتا ہوں دیدۂ دل میرا
باز ہے عمر میری دراز ہے۔ کوئی کہتا ہے میں قلب سے لا۔ اور
نفس سے اِلٰہ اور روح سے اِلا اللہ صفا سے محمد خفی سے رسول
اخفا سے اللہ اداکرتا ہوں یہ لطیفہ ستہ ہیں۔ اس شغل کی برکت سے
انوار دیکھا کرتا ہوں جو اُجالا زرد کہ جانب پشت سے نظر آتا ہے
پھر جلد غائب ہوجاتا ہے سراسر مکر شیطان ہے لاحول بھیجتا ہوں کہ
وہ نتیجہ غفلت و نسیان ہے اگر دست چپ سے نمود اجالا ہو اور رنگ
اسکا نیلا ہو اسکو تجلی نفس کی جانتا ہوں۔ شرارت نفس امارہ کی پہچانتا
ہوں جو اُجالا کہ دست راست سے سرخ یا سبز نظر آتا ہے اسکو میں نے

اپنے شیخ کا نور سمجھا ہے اور جو اُجالا سپید روبرو سے نمود ہوتا ہے
جانتا ہوں وہ نور محمد کا ہے جو اُجیالا کہ بے جہت بیرنگ بے نظیر
نظر آتا ہے پھر ایک لمحہ میں غائب ہو جاتا ہے ہوش میرا کھوتا ہے پھر
اشتیاق اُسکا مجھکو ہوتا ہے سمجھتا ہوں وہ نتیجہ اسرار نامتناہی ہے
وہی انوار الٰہی ہے سوائے مشاہدہ کے حال اُسکا قید قلم ہوتا نہیں وہ
کیا جانتا ہے جو دیکھا نہیں۔ کوئی کہتا ہے مجھے عبادت بے ریا یاد ہے
ہر دم یاد میں حق کے رہتا ہوں۔ یہی مجھکو ارشاد ہے پہلوے چپ سے
دم کو کھینچتا ہوا دماغ تک کلمہ طیب کو زبان غیب سے ادا کرتا ہوں
اور دماغ سے دم اوتارتا ہوا پہلوئے چپ تک اسمائے حضرات صوفیہ
کی پڑھا کرتا ہوں یہی طریق عبادت خاصان حق ہے اسی سے کشود اسرار
مطلق ہے۔ کوئی کہتا ہے مردم حق بین کی نظر میں حال میرا آئینہ ہے
میری آنکھوں میں عالم غیب کا تماشا ہے خامہ تا۔ نظر سے صفحہ پر خارج
کی کلمہ طیب کو لکھا کرتا ہوں زمرۂ اہل نظر میں داخل ہوا ہوں۔ کوئی کہتا
ہے میں یاہو یاہو دل سے شبانہ روز کہتا ہوں دل میرا بظاہر پھڑکتا
نظر آتا ہے۔ دل میں دیکھو تو دل اپنا بتاتا ہوں اگر طالب حق بہرا یا
گونگا ہو اسکو بے گفتگو توجہ قلب سے بہرہ ور کروں گا زبان سے اسکو
کچھ نہ کہوں گا باطن کو اس کے اپنے باطن میں جذب کرونگا دم میں

خود بخود خدا سے ملا دوں گا قال باطل ہے حال حق ہے مجھے توجہ میں
دستگاہ مطلق ہے۔ کوئی کہتا ہے مجھے نہ ذکر و فکر سے علاقہ ہے بندہ کان
میں انگشت رکھ کر سنتا ہے دل میرا ہر دم ہُو ہُو کہتا ہے جی میرا ہو میں
ہُو ہو گیا ہے۔ کوئی کہتا ہے اجی مرضی اگر ہو تو فاتحہ مجھپر اخلاص سے پڑھو
درجہ میرا بڑا ہے مجھے سورہ اخلاص کے ورد کا گور کھ دھندھا لگا ہے۔
الحمد للہ کشف القبور ہوا ہے۔ کوئی انسان فرشتہ خو ہمسایہ سے پری کر ہو
کہتا ہے جان کی قسم کھاتا ہوں میں سورۂ جن سے پانچ آیتیں بہت ورد
کیا ہوں جن جن کا کہو تو میں ابھی آسیب بے آسیب اُتارتا ہوں۔
کوئی کہتا ہے مجھے انگشت نما نہ کیجئے دیکھئے بخت مساعد سے کہاں
پہنچا ہوں سورۂ اخلاص کو ورد کیا ہوں دست بدست کیا ہاتھ پایا
ہوں سر دست ناخن پر حاضرات کھولتا ہوں غیب کی بات بولتا ہوں
کوئی کہتا ہے کہ میں نے یا صمد کا وظیفہ کیا ہے۔ عجیب و غریب نتیجہ نظر
آیا ہے جسوقت میں یا صمد کہکے عُود کی ڈلی جلاتا ہوں جس بزرگ کی روح کو
چاہتا ہوں بلواتا ہوں غائب و حاضر کا حال لوگوں کو سنواتا ہوں اسوقت
فخر سے اُس کمال کے جسم میں نہ سماتا ہوں۔ کوئی کہتا ہے نیند سی چونک
کر سنو خیال اگر بجا ہے میں نے آنکھ بند کر تصور سے یا بدیع السّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ایک جگہہ پڑھا ہے مدت میں کمال ہاتھ آیا ہے مجھے لوگوں کے

خواب میں جانا آتا ہے۔ کوئی کہتا ہے میں یاحی یاقیوم کو دم سے
پڑھتا ہوں برسوں تصور میں ان اسما کے رہا ہوں برکت سے اُس کے
مانند جسم مثالی کے دم میں جہاں چاہتا ہوں وہاں جاتا ہوں بہرصورت
ہر دیار ہر مقام میں صورت اپنے لوگوں کو بتلاتا ہوں روے زمیں کی سیر
دم بھر میں کرتا ہوں بظاہر آنکھ میں مردموں کے نہیں بھرتا ہوں آپکو
روح مجسم پاتا ہوں حجرے میں بند کردو باہر نکل آتا ہوں۔ کوئی کہتا ہے
میں اسم ذات کا کاسب ہوں ماسو۔ اللہ کا جاذب ہوں جسکے قلب
پر متوجہ ہو کر دم کروں گا مدد سے مقلب القلوب کے دل میں ہو تو
بیہوش کردونگا۔ کوئی کہتا ہے میں نے آفتاب کا مدت تصور کیا ہے
دھوپ میں دنوں بیٹھا ہے میری نظر میں یہ تاثیر ہے جس کی طرف
گھورتا ہوں گویا ہدف پر تیر ہے روبرو میرے کوئی آ نہیں سکتا کوئی
یار میری توجہ کا اُٹھا نہیں سکتا۔ کوئی کہتا ہے میں نے شیر خواری سے
دھوپ میں تصور سورج کا کیا ہے چیتا میرا برآیا ہے جناب حیدر کا
مجھپر سایہ ہے مجھے شیر بنکر بیٹھنا آتا ہے۔ کوئی کہتا ہے پانی کی بات ہے
مجھے ورد یا محیط دن رات ہے نتیجہ اس کا صاف ظہور پایا ہے مجھے پانی میں
پانی ہو جانا آتا ہے۔ کوئی کہتا ہے روغن نہ کھا کر آب و نمک سے آپکو
بچا کر برسوں یا قدیرُ یا بصیرُ پڑھا ہوں تائید سے اس کے مگس کی

صورت ہوا پر اُڑنا سیکھا ہوں دن کو پانی میں چراغ جلاتا ہوں۔ کوئی
کہتا ہے میں مراقبہ میں رہتا ہوں قلب کی صورت کاغذ پر بنا کر آب زر سے
اسم ذات لکھکر گھورتا بیٹھتا ہوں۔ کوئی کہتا ہے میں مراقبہ کر رہا ہوں آئینہ
پر اسم ذات لکھ کر گھورتا بیٹھا ہوں۔ کوئی کہتا ہے میں بھی مراقبہ میں بیٹھا
ہوں وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ کی معنی کا تصور کر رہا ہوں کوئی کہتا ہے
مجھے بھی یک مراقبہ یاد ہے کامل میرا اُستاد ہے اللہ حاضر ہے اللہ
ناظر ہے اللہ شاہد ہے اللہ مَعِیْ کا دل میں تصور کرتا ہوں عجیب و
غریب تماشا دیکھتا ہوں۔ کوئی کہتا ہے ہستی سے گذرنے کی نیک راہ
بتلاتا ہوں بعد ہر نماز کے کہنا خداوندا میں ہستی سے اپنے تو بہ کیا ہوں
ہستی پر میری ہستی تیری ہو پیدا ہو وہی میری صورت میں تو آئینہ ہو وے
اسم کو میرے تیرے اسم میں فنا کر فعل کو میرے فعل میں تیرے خدایا
محو کر صفت کو میری تیری صفت میں پاؤں تو نظر آوے میں نظر نہ
آوں اس صورت سے اگر کوئی سالک تکرار کرے گا ہستی سے اپنے
انکار کر دیگا نظر میں اس کے جلوۂ جمال الٰہی ہو منکشف اسپر اسرار نا متناہی
ہو۔ کوئی کہتا ہے جب تک خلاف نفس نہ کرے سالک کبھی منزل مقصود کو
نہ پہنچے نفس کا خلاف ضرور ہے اسی سے ذکر و شغل و ریاضت پاس حق کی
منظور ہے نفس کو لذتوں سے باز رکھنا ریاضت میں اوقات اپنی ممتاز رکھنا

نفس امارہ وہی ہے جو انسان کو لذتوں میں دنیا کے ڈالکر چاہ معصیت میں ڈبوتا ہے نفس لوامہ وہ ہے جو اول گناہ میں ڈالتا ہے پھر شرمندگی سے توبہ کرکے روتا ہے۔ نفس مطمئنہ وہ ہے جو طمانیت رب سے اپنے لیتا ہے نفس ملہمہ وہ ہے صفات ملکیت اسپر غالب ہو واور ملکیت دیتا رہی۔ کوئی کہتا ہے میں فیض اقدس کا اور فیض مقدس کا خلاصہ جانتا ہوں معنی اس کے خوب پہچانتا ہوں فیض اقدس تجلی ذاتی ہے جو حضرت علم میں قرار دیتی ہے اعیان کے تئیں پیش از وجود کے فیض مقدس وہ ہی جو تجلیات اسما ہیں جو اعیان کے تئیں خارج میں مطابق حضرت علم کے وجود دیتے ہیں بود نمود کے۔ کوئی کہتا ہے خدا حاضر و ناظر ہے میں مردانِ غیب سے ملا ہوں خدمت میں ان کے رہا ہوں تین سو چھپن انسان ہیں یہ سب عہدہ داران بارگاہ سبحان ہیں۔ تین سو جو انسان ہیں ہوا و ہوس کے طریقے کو باطل کرتے رہتے ہیں سالک ان کو ابطال کہتے ہیں دوسرے چالیس تن ہیں کام ان کا جدا ہے اخلاق ذمیمہ کو اوصاف حمیدہ سے تبدیل کرتے ہیں عرف ان کا ابدال ہوا ہے۔ تیسرے سلح سات انسان ہیں مامور ارادت سبحان ہیں کہ دائما محو صفات ذات رحمان ہیں حقیقت ان کی حقیقت میں حق کے فنا ہے حق نے اُن کو اپنے پاس سے مرتبہ تنزل دیا ہے اِن نہ انسان میں جو پانچ تن ہیں

اوتاد اُن کا نام ہے اور تین شخص ہیں کہ عرف انکا غوث و اوتاد و قطب مشہور عام ہے اور ایک انسان ہے کہ بواسطۂ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مستفیض حضرت وہاب ہے نام اسکا قطب الاقطاب ہے قیامت تک فیض اس کا جاری ہے وہ نائب حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے حق کا ہر دم بار یاب ہے کوئی کہتا ہے میں قرآن کی آیت مدت پڑھا ہوں برکت سے اس کے حضرت خضر علیہ السلام سے ملا ہوں۔ کوئی کہتا ہے میں ذکر روحی کیا ہوں کلمۂ طیب کو زبان بند کر کر روح سے پڑھتا ہوں عالم ارواح کا تماشا نظر آتا ہے جو زبان سے کہتا ہوں وہ ہو جاتا ہے بارِ امانت جو حق تعالیٰ نے سر پر میرے رکھا ہے مطلب اس کا کون سمجھتا ہے میں بیان کرتا ہوں بارِ امانت یک محبوب چہاردہ سالہ ہے مقام اسکا کنار دل کے ہے ناسوت کا سامنا باندھا کھڑا ہے منھ اسکا جس دم ناسوت سے پھر جائے گا اور دل میں اتر آئے گا چودہ طبق کا حال افشا ہوگا عالم علوی اور سفلی کا روبرو آئینہ ہوگا کسی کو خبر نہیں کدھر سے آئے تھے کدھر چلے کسی کو خبر نہیں کس لئے آئے تھے کیا کر چلے عمر تمام ہوئی ناکام ہوئے ناحق دو دن میں بدنام ہوئے معلوم نہ ہوا آپ سے گذر کر آپ کو پانا کیا ہے معلوم نہ ہوا جان سے انجان ہو کر جان جاں ہو جانا کیا ہے ظاہر میں شیخیت مآب صدر صدور رہے باطن میں مطلب سے

کوسوں دور ہے عدیم المثل نے پندرہ برس تک انھیں کے نختہ قال کا
عبارت حال رہا انھیں کے معنی حال کا صورت قال ہوا لیکن اُس نور البصر کو
منظور نظر کو چشم سر سے پل بھر دیکھا نہ گوشِ جان سے کلام بے صوت وصدا
سُنا۔ پھر قدم ارادت اپنا یافت اسرار قدم میں مقام توحید
میں رکھا۔ وہاں کے محفل کا رنگ اور ہی دیکھا ہر ایک زعم میں اپنے
موحد کہلاتا ہے ہر ایک مسئلہ وحدۃ الوجود میں آپ کو مستثنیٰ پاتا ہے۔ کوئی
کہتا ہے ہیں نے نور البصر کو دیکھا ہے وہ وحدہٗ لا شریک ویکتا ہی معلول
وعلت سے مبرّا ہے منفصل دوسرا ہے لیکن کمالات وصفات سے اپنی
مظاہیر میں محدود ہے جیسے مرآت میں عکس کی نمود ہے۔ کوئی کہتا ہی میں نے
نور البصر کو دیکھا ہے وہ وحدہٗ لا شریک ویکتا ہے لیکن دو ذات دو وجود
اسکو میں نے پایا ہے۔ کوئی کہتا ہے میں نے نور البصر کو دیکھا ہے وہ وحدہ
لا شریک ویکتا ہے ذات اسکی ایک ہے اِلّا اُسکو دو وجود ہیں وہی
جانتے ہیں جو واقف اسرار شہود ہیں۔ کوئی کہتا ہے میں نے نور البصر کو
دیکھا ہے وہ وحدہٗ لا شریک ویکتا ہے اس کو ایک وجود ایک ذات ہے
ظہور کائنات اُسکی آیات صفات ہے۔ کوئی کہتا ہے میں نے نور البصر کو
دیکھا ہے وہ وحدہ لا شریک ویکتا ہے صفت اُس کو نہیں ہے ذات سے
اپنے موجود ہے عالم اُسی کا وجود ہے۔ کوئی کہتا ہے میں نے نور البصر کو

دیکھا ہے وہ وحدہٗ لاشریک دیکھتا ہے صورت و جسم سے بری الحق ہے
علم اسکا جملہ اشیا پر محیط مطلق ہے۔ کوئی کہتا ہے میں نے نور البصر کو دیکھا
ہے وہ وحدہٗ لاشریک دیکھتا ہے قدیم سے منفصل عالم سے تھا بعدہ عالم سے
متحد ہوا ہے جیسے نغمہ میں ظہور صدا کا ہے۔ کوئی کہتا ہے میں نے نور البصر کو
دیکھا ہے وہ وحدہٗ لاشریک دیکھتا ہے ذات اسکی حلول کرتی ہے ہر اشیا
میں جیسے روشنی ہے چشم دوسرا میں۔ کوئی کہتا ہے میں نے نور البصر کو
دیکھا ہے وہ وحدہٗ لاشریک دیکھتا ہے قبل آفرینش عالم کے ذات سے
اپنے ایک حال پر مستقل تھا بعد بود کون و مکان کے ذات و صفات
و افعال سے منحصر مظاہر میں بھی اسی کی شان کے اثر سے جوش و خروش
بحر و بر میں ہے۔ کوئی کہتا ہے میں نے نور البصر کو دیکھا ہے وہ وحدہٗ
لاشریک دیکھتا ہے ذات اس کی مطلق موہوم ہے عالم سے جدا ہے
جیسے انفصال ساز و صدا کا ہے قدرت اسکی ہر شئی میں محیط مطلق ہے
ذات اسکی اعتبار خیال اور ذہن سے موجود الحق ہے۔ کوئی کہتا ہے میں نے
نور البصر کو دیکھا ہے وہ وحدہٗ لاشریک دیکھتا ہے اسکو صفت و ترکیب ہے
نہ صورت ہے عارف کو یافت میں اس کے حیرت ہے آپ ہی عالم بنکر
جلوہ فرما ہے ذات اسکی فعل عالم کا ہے کوئی کہتا ہے میں نے نور البصر کو دیکھا
ہے وہ وحدہٗ لاشریک دیکھتا ہے وجود اسکا عین وجود واجب الحقیقی ہوا ہے

ممکن کو مجازاً وجود ملا ہے ہرچند عالم متعدد ہے لیکن ذات اُس کی واحد
ہی جیسے آئینہ خانہ ہے اور اسمیں ایک شخص جلوہ فرما ہے ہر ہر آئینہ میں
عکس اُسی شخص کا نمود ہے شخص موجود ہے اور عکس اُسکا نابود ہے۔ کوئی
کہتا ہے میں نے نور البصر کو دیکھا ہے وہ وحدہ لاشریک ویکتا ہے
ذات میں اس کی چہار دریاے اعظم عیاں ہے اُسی سے ظہور عالم پیدا
و پنہاں ہے دریاے اول خاص اُسی کی شان ہے دریاے دوم حقیقت
انسان ہے دریاے سوم ملکوت کا عالم ہے عالم حرکات و سکنات
دریاے چہارم ہے جیسے عکس خورشید کا پانی میں پانی سے پھر دیوار پر
چمکتا ہے دیوار سے دیدۂ عالم میں عکس نما ہے پھر دیدۂ عالم سے دیدہ حق
بین میں اسکا عائینہ ہے یہ تماشا ارباب صفا کی نظر میں آئینہ ہے کوئی
کہتا ہے میں نے نور البصر کو دیکھا ہے وہ وحدہٗ لاشریک ویکتا ہی قدرت
اسکی عالم میں ہویدا ہے ذات سے اپنے عرش پر جلوہ فرما ہے۔ کوئی کہتا ہے
میں نے نور البصر کو دیکھا ہے وہ. وحدہٗ لاشریک ویکتا ہے بغیر ہدایت و
نہایت کے ایک حال پر ہے عرش سے فرش تک جملہ ذرات عالم اُسی کا
گھر ہے۔ کوئی کہتا ہے میں نے نور البصر کو دیکھا ہے وہ وحدہٗ لاشریک
ویکتا ہے ذات اس کی سراسر گنج نہاں ہے قدرت کاملہ سے باطن میں
اپنے عیاں ہے۔ کوئی کہتا ہی میں نے نور البصر کو دیکھا ہے وہ وحدہٗ لاشریک

دیکھتا ہے عشق اس کی ذات ہے عالم تمام صفات ہے۔ کوئی کہتا ہے
میں نے نور البصر کو دیکھا ہے وہ وحدہٗ لاشریک دیکھتا ہے روح اس کی
ذات مطلق ہے قالب اسکی صفت برحق ہے۔ کوئی کہتا ہے میں نے
نور البصر کو دیکھا ہے وہ وحدہٗ لاشریک دیکھتا ہے۔ عقل اس کی ذات
ہی حواس صفات ہے۔ کوئی کہتا ہے میں نے نور البصر کو دیکھا ہے وہ
وحدہٗ لاشریک دیکھتا ہے تن عنصری ہمارا اُسی کا وجود مطلق ہے جو
صورت عالم میں ہے اُسی کی صورت الحق ہے۔ کوئی کہتا ہے میں نے
نور البصر کو دیکھا ہے وہ وحدہٗ لاشریک دیکھتا ہے آنکھ میں جو مردم ہے
اُسی کی تصویر ہے سوائے اسکی سب جھوٹی تقریر ہے۔ کوئی کہتا ہے ہوائی
کسکو پہچان ہے ہوا نفس رحمان ہے ہوا میں تمام عالم بھرا ہے تمام عالم میں
ہوا ہے تحقیق خبر ہے وہی نور البصر ہے۔ کوئی کہتا ہے خالی کی تمام خدائی
ہی نور البصر کی ذات خالی ہے خالی شان یکتا ہے خالی میں تمام عالم بھرا ہے
کوئی نوجوان کہتا ہے یا پیر ہمنے لڑکے کی صورت میں میں نور البصر کو دیکھا ہے
کوئی کہتا ہے پانی کا ماجرا کما ہی پانا ہے پانی محیط زمانہ ہے پانی سے
حیات جہان ہے پانی سے ثبات کون و مکان ہے پانی کی ماہیت
پانی ہے نور البصر کی ذات پانی ہے۔ کوئی کہتا ہے سب فسانہ ہے
آدم گندم پر پروانہ ہے اُس کا بھوکا زمانہ ہے اُسی کے واسطے آدم نے

جنت چھوڑا ہے وہ نہو تو کفر ہے نہ اسلام ہے دل ہے نہ دل آرام ہے
وہ ہی جان عالم کا خلاصہ ہے وہی جانتا ہے جو دانا ہے تحقیق خبر ہے
وہی نور البصر ہے۔ کوئی کہتا ہے سب وہم و خیال دھوکا ہے نطفہ تخم
تہال دوسرا ہے وہی آفرینش کائنات کا مبدا ہے وہ احدیت وحدت
کا خلاصہ ہے اُسی سے ہیجدہ ہزار عالم پیدا ہے وہی شان جناب عشق کی
ہویدا ہے تحقیق خبر ہے وہی نور البصر ہے۔ کوئی کہتا ہے سب سوتے ہیں
کون بیدار ہے محال یافت اسرار ہے آنکھیں تو کھولو کیا نظر آتا ہے وہ
کون ہے جو خواب میں جاتا ہے تحقیق خبر ہے وہی نور البصر ہے۔ کوئی کہتا ہے
آنکھیں موند کر دیکھو تو کیا نظر آتا ہے یعنے اندھیارا دکھلائی دیتا ہے۔
اُس اندھیارے کو بغیر چشم کے جو دیکھتا ہے اُسی کو دیکھنا ہے تحقیق خبر ہے
وہی نور البصر ہے۔ کوئی کہتا ہے آنکھوں کو اپنے خوب ملکر ہلانا پلکوں کو
اپنے اٹھانا اُس میں جوت کی جھلک نظر آتی ہے وہی شان نور البصر
کی ہے کہ دیدہ میں سماتی ہے۔ کوئی کہتا ہے سر بینی پر اپنے حق بینی سے
نظر جمائے ایک مدت وہی تاک لگائے چند روز میں بات بن آتی
ہے جوت تارے سی نظر آتی ہے تحقیق خبر ہے وہی نور البصر ہے۔ کوئی
کہتا ہے اوپر نظر کر کے درمیان دو آبرو کے ٹکٹکی باندھو چند روز تو تصور
کرو ایک چاند سپر نظر آتا ہے لمحہ میں نظر سے گذر جاتا ہے تحقیق خبر ہے

وہی نور البصر ہے۔ کوئی کہتا ہے شب ماہ میں بلندی پر آئے سایہ سے
نظر لڑائے پھر سوئے آسمان گردن اُٹھائے ایک نورِ مجسم نظر آتا ہے لمحہ میں
نظر سے گذر جاتا ہے تحقیق خبر ہے وہی نور البصر ہے۔ کوئی کہتا ہے۔
ہوش اپنا بجا رکھنا ہوا کی سمت نظر جما نا چوگان کی شکل موتیوں کا خوشہ
دکھلائی دیتا ہے پھر یک لمحہ میں غائب ہو جاتا ہے تحقیق خبر ہے وہی
نور البصر ہے۔ کوئی کہتا ہے حجرۂ تاریک سنبھالے بیٹھے گردن نہوڑائے
قلب پر ٹکٹکی لگائے۔ وہاں اپنے تئیں صاف بھلوائے بجلی کی صورت
یک تجلی قلب پر غیب سے پیدا ہوتی ہے اہل نظر کی عقل کھوتی ہے
تحقیق خبر ہے وہی نور البصر ہے۔ کوئی کہتا ہے نصف شب کو اُٹھکر
گوش و بینی میں انگشت رکھکر بیٹھنا رمز اصول صدا کو پاتا ہے کلام بے
صوت سے مالا مال گویا زمانہ ہے تین وضع سے صدائے مطلق آتی ہے
جان سے جہان سے تان سے صورت بتلاتی ہے تحقیق خبر ہے وہی
نور البصر ہے۔ کوئی کہتا ہے بندہ زمرے میں عارفوں کے داخل ہے
تکرار کا میرے عالم قایل ہے خارج میں نور البصر کا ظہور ہے عیان ہر سو
خارج میں اُسی کا نور ہے۔ کوئی کہتا ہے خارج میری سب سے گفتگو ہے
داخل میں نور البصر کا جلوہ روبرو ہے۔ کوئی کہتا ہے مرتبہ تنزیہ کو میں نے
پہچانا ہے آپ سے خارج نور البصر کو میں نے نہیں دیکھا ہے۔ کوئی کہتا ہے

میں نے مقام تشبیہ کو پایا ہے آپ سے خارج جلوہ نور البصر کا دیکھا ہے
کوئی کہتا ہے عقیدہ تمام عالم کا صریح وہم و گمان ہے میری سمجھ کے
روبرو عالم جاہل ہے عارف ناداں ہے۔ بدیع کی قسم دیکھو تو آسمان عالم کو
گھرا ہوا ہے آسمان عالم کی نشو و نما ہے آسمان محیط جہان ہے آسمان سو بنائے انس و جان ہے
آسمان نور البصر کی ذات ہے عالم تمام اُسی کی صفات ہے کوئی کہتا ہے
عقیدہ جملہ اہل تصوف کا باطل ہے حق کہتا ہوں مجھے حقائق میں دستگاہ
کامل ہے آفتاب پرست ہوں نشۂ مشاہدۂ آفتاب سے مست
ہوں آفتاب کو گھورتا رہتا ہوں آفتاب کو سرع کائنات سمجھتا ہوں
آفتاب سے جملہ معدنیات نباتات حیوانات کا ظہور ہے آفتاب سے
دیدہ عالم پر نور ہے آفتاب نہو تو عالم ظلمات ہے آفتاب ہی کائنات
کی کائنات ہے تحقیق خبر ہے آفتاب نور البصر ہے **کسی کو خبر نہیں**
کدھر سے آئے تھے کدھر چلے کسی کو خبر نہیں کس لئے آئے تھے
کیا کر چلے عمر تمام ہوئی ناکام ہوئے ناحق دو دن میں بدنام ہوئے۔
معلوم نہ ہوا آپ سے گذر کر آپ کو پانا کیا ہے معلوم نہوا جان ہی انجان
ہوکر جان جان ہو جانا کیا ہے ظاہر میں مشیخت مآب صدر صدور رہے
باطن میں غفلت یاب مطلب سے کوسوں دور رہے عدیم المثل نے پندرہ برس
تک اونھیں کے نکتۂ قال کا عبارت حال رہا اور انھیں کے معنی حال کا

ماشیہ منفعہ واضح ہو کہ بیان تمام ہوا بیان حال و قال و [illegible] تذکرہ [illegible] عدیم المثل [illegible] اب بیان سے [illegible] عالم [illegible] اب بیان [illegible] اور اب [illegible] اور جو [illegible] اور [illegible] خبر میں آیا۔ ۹۰

بیان سے مقصد سلوک کا بیان ہے

صورت قال ہوا لیکن اس نور البصر کو منظور نظر کو چشم سر سے پل بھر دکھانہ
گوش جان سے کلام بے صوت و صدا سنا فہرست جریدۂ کمالات الحال میں
تحریر ہے عنوان صحیفۂ نہایات الوصال میں تفسیر ہے جب عدیم المثل کو
چمنستان دنیا سے سر بستان عقبیٰ سے ثمر مراد ہمدست نہوا اور کہیں پتا
اس گلِ ریاض معانی کا نہ پایا ثمرۂ بے برگی کا بار نظر آنے لگا شگوفہ ہوا
خواہوں کے خار جان کر ہر روش سے قدم ارادت اپنا یافتِ اسرار
قدم میں آگے بڑھایا مراقبہ صوری نے روبرو سر جھکا ملاقی ہوا کہا اے
عدیم المثل سنو تو یک حکایت ہے عجیب و غریب روایت ہے میں نے
ایکدن کلبہ اخزان جہل سے فضائے دلکشائے فہم میں جو چلا گیا دیکھا تو عجیب
غریب بستی ہے خلقت کثرت سے بستی ہے میں نے اسم اس کا باشندوں سے
استفسار کیا ہر ایک نے نام اس نواح کا علیحدہ بتلایا۔ کسی نے کہا ناسوت
اسکا نام ہے کسی نے کہا اس بستی کا عرف عالم اجسام ہے۔ کسی نے کہا اسکو

یہاں سے آغاز ہے سیر طالب عدیم المثل کے جو سلوک اپنا طے کیا کہ اول سلسلہ چشتیہ العالیہ گروہ نظامیہ سراجیہ میں بیعت کرکے فیوض و مطالب معنوی حاصل کیا واضح ہو کہ ارشاد ہے حضرات صوفیہ کا کہ دائرہ مراد مرید کا نصف پورا ہوتا ہے توجہ تائیدات ارواح طیبات کے کہ جن کے سلسلہ میں وہ مرید ہوا ہے۔ اور نصف دائرہ پورا ہوتا ہے توجہ و شفقت سے شیخ کے پس یہ جو تحریر ہے متن میں کہ کسی نے کہا فرمایا فلاں نے کسی سے مراد ہے القا ہے کہ نام نہیں ہے اور فرمایا فلاں نے وہ تجلی ہے فلاں کی کہ جو روح بردار دہوئی ہے مرید کے پاس ہر ہر پیشوا کے روح کے پرتو سے یک ایک عقدہ وا ہوتا گیا مجمل اشارہ بطریق تحریر کیا ہے۔ پس آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شیخ تک اپنے شجرہ تمام ہوا ہے

عالم مجاز کہتے ہیں کسی نے کہا اس کو مقام کثرت کہتے ہیں۔ کسی نے
کہا ہم اس کو مقام شریعت کہتے ہیں کسی نے کہا ہم اسکو عالم شہادت
کہتے ہیں کسی نے کہا ہم نے اس کو عالم محسوس پکارا ہے کسی نے کہا ہم
اس کو مقام دانش کہا ہے۔ کسی نے کہا ہم اس جگہ کو دنیا جانتے ہیں
کسی نے کہا ہم اس سرحد کو عالم عیاں پہچانتے ہیں کسی نے کہا اُس کو
عالم بیداری کہتے ہیں کسی نے کہا ہم اس کو عالم جوارح کہتے رہتے ہیں
کسی نے کہا ہم اس کو عالم ملک کہا کرتے ہیں کسی نے کہا ہم اسکو مزرعۃ
الآخرہ پکارا کرتے ہیں۔ کسی نے کہا یہ عالم امتیاز ہے۔ کسی نے کہا یہ مقام
نیاز ہے یا شندہ یہاں کا جو پرہیز نواہی سے دوائے درد شرک و معصیت
سمجھ کر کرتا ہے اور تابع امور الٰہی کا معجون شفائے ضعف ایمان و ایقان
جان کر ہوا ہے توانائی یقین و عرفان میں حاصل ہوتی ہے یہاں سے
قدم آگے بڑھاتا ہے رفتہ رفتہ عالم ملکوت میں چلا جاتا ہے میں نے
وہاں کے ہر ہر ساکن سے جلیس ہو اکلمات طیبات سے اُن کے بہرہ ور
ہوتا رہا کسی نے کہا ذات حق سبحانہ تعالیٰ کی عدیم المثل ہے ہمتا
ہی حلول و اتحاد کیفیت و کم عرض و جوہر ضد و ند سے مبرا ہے داخل نہ خارج
متصل نہ منفصل و وسرا ہے احاطہ سے فہم کی باہر اسقاط الاضافات بے
چون و چرا ہے خلقت کو ذات سے اس کے ایسی معیت ہے جیسے اشکال کو

موم کے سات نسبت ہی جیسے ظروف کو گل سے رابطہ ہے اور خیالات کو دل سے واسطہ ہے سیاہی سے جسطرح حروف عیاں ہے دریا سی جسقدر موج رواں ہی زبان سے جس نہج پر سخن نمایاں ہی ویسے خلقت ذات سے حق کے جلوہ کناں ہی یہاں سمجھ دار کی موت ہے صوفیان خام کا مطلب فوت ہی جو موحد مبتدی مقام توحید میں قدم رکھا ہے ہمہ منم کہتا ہے نزدیک اس کے ذات وصفات وافعال واسما ایک ہے قریب ہے نہ بعید ہے بد ہے نہ نیک ہی جو موحد متوسط ہے ہمہ اوست کا دم مارتا ہی وہ بھی غلطہ عظیم میں پڑا ہے حفظ مراتب سی وہ بھی دور ہے نظر میں اُس کے برابر ظلمت و نور ہے نجاست و لطافت کو ایک جانتا ہے خیر و شر کو متحد پہچانتا ہے مجبوری اور مختاری کا نزدیک اس کے ایک ڈھنگ ہے تقدیر و تدبیر ذہن میں اُس کے ہمرنگ ہی جو موحد منتہی ہوا ہی غایت توحید کو پہنچا ہے ترقی حالت سی کمال وحدانیت سے اُسکو مکاشفہ ہوا ہے مرتبہ نفی واثبات کو حاصل کیا ہے فنا اور بقا کا معاملہ نظر آیا ہے جامع حقایق ومعرفت علم اللہ ناظر تجلیات ناکر ہوا ہے قرآن مجید احادیث حمید کے موافق اُسکا عقیدہ ہے صوفیان عظام مشائخان کرام کی روش کا پیرو رہتا ہے سمجھتا ہے ذات اُس کی عین صفات نہ غیر صفات ہی صفات اُسکی غیر ذات نہ عین ذات ہے صفت اُسکی عین اسم نہ غیر اسم مقرر ہے

اسم اسکا نہ عین مظہر نہ غیر مظہر ہے جانتا ہے کہ جو ذات منقطع الاشارات
اسقاط الاضافات محض مطلق ہے ظہور اُس کی صفات و اسما کا خلقت
بر حق ہی جیسے خالق اُسکا نام ہے مخلوق مظہر اسم و صفات و ذات خالق
لا کلام ہے جیسے قہار اُسکا نام ہے مقہور مظہر اسم و صفات و ذات قہار
علی الدوام ہے پس مظہر صفت معز اسکی عزیزان ہیں مظہر صفت غفاری
اس کی مغفوران ہیں مظہر صفت جلالت اسکی کافران و منافقان و اہل
بدعت و مشرکان ہیں مظہر صفت ہدایت اسکی انبیا و اولیا و شہید ان
و عالمان و عارفان ہیں جیسے پانی نے چاہا کہ لذت رنگ برنگ کی ذات
سی اپنی عیاں ہو شقایق و ریاحین و نسترن و نسرین جلوہ کنان ہو پس
پانی تمام نباتات میں رواں ہوا ظہور قدرت منشا آب عیاں ہوا شجر و شاخ
و گل و اثمار کا ظہور ہوا شہرہ لذات اثمار کا اور گلوں کی رنگ و بو کا نزدیک
و دور ہوا پس مظہر آب نباتات ہی مظہر نباتات شاخ و برگ نوادرات ہیے
مظہر شاخ و برگ و اثمار ہے اور پوست و خار ہے آب اصل ہے فرع
تمام ہے کامل وہ ہی لا کلام ہے جو فرق درمیان لذت اثمار اور مضرت
خار جانے امتیاز مابین نیشکر اور زہر ہلاہل کیا کرے ہر چند دونوں کا پانی
ظہور ہے خار ظلمت ہی گل نور ہے ایسا ہی ذات او تعالی شانہ کی بیخ پایات
ہی عالم نباتات ہے ظہور صفت اس کا جو شجر ہے وہ وجود آدمی ہے شاخ

برگ و حواس ظاہری و باطنی ہے گل و اثمار افعال خیر اوصاف حمیدہ کے
پوست و خار افعال شر اخلاق ذمیمہ ہے ظہور ان سب کا بجز ذات کے
محال ہے لیکن جو صاحب کمال ہے وہی جانتا ہے پھول کو کنایہ ہدایت
و راحت و منفعت ہی خار سے اشارہ ضلالت و محنت و مضرت ہے
پھول اطاعت امر الہی ہے خار عصیان نواہی ہے پھول حقیقت انسان ہے
خار سیرت شیطان ہی پھول لطافت ہے خار نجاست ہے پھول روشنی
ہی خار تاریکی ہے خار دوری ہے پھول نزدیکی ہے۔ کما قال اللہ تعالی
وما یستوی الاعمی والبصیر ولا الظلمت ولا النور ولا الظل ولا
الحرور وما یستوی الاحیاء ولا الاموات عاقل کو اشارہ کافی ہی
غافل کو دم واپسیں تک جھگڑا باقی ہے کسی نے کہا حقیقت جناب
محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مشترک درمیان عبودیت
و ربوبیت کی ہی آئینہ مابین وجود مطلق اوصاف بشریت کی ہو اگر ذات پاک کو منسوب الہیت سے
کریں تو حق ہی اگر موصوف اوصاف بشریت کریں راست مطلق ہی کیونکہ ذات پاک رب کی جامع ذات
و صفات و اسمائے الہی ہے منبع اعتبارات کیانی ہے آپ ہی کا
ظہور واسطہ وجود و عدم کا ہوا آپ ہی کے ذات سے رابطہ حدوث و
قدم نے پایا مرتبہ غیب میں ذات آپکی عینیت و حاکم و فاعل ہی مقام
شہود میں شان آپکی بار نیابت کی حامل ہے آپ ہی کی شان تجلی اول

وتعین اوّل عقل کل نفس کل قلم اعلیٰ ہے آپ ہی کی شان روح مطلق دل مطلق جسم مطلق حد فاصل برزخ کبریٰ ہے محقق چہار اعتبارات سے جو وجود و علم نور شہود ہیں آپ ہی کو منصف جانتے ہیں آپ ہی کو آمر و مامور اور خلاصہ انسانی پہچانتے ہیں اسی واسطے جب آپ پر آثار عبودیت کا غلبہ ہوتا اُس وقت جو کلام معجز نظام فرماتے سمجھتے اس کو یہ حدیث شریف نبے تعلیم است ضعیف ہے اور جب انوار ربوبیت کا غلبہ ہوتا اُس دم جو کچھ فرماتے جانتے اس کو بیشک یہ کلام حق ہے ظہور نتائج اسرار مطلق ہی مابین اسرار عبودیت کے اور انوار ربوبیت کے جو قوت علمیت کی صورت ہے وہ جبرئیل کی حقیقت ہے وہی ایک سخن قدس کو کسی نے کہا یہ کلام عرب ہے کسی نے کہا یہ پیام رب ہے مطلب کی بات کسی کی سمجھ میں نہ آئی احمد و احد کی رمز کسی نے نپائی مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَ الْحَقَّ کی شرح یہہ مختصر ہے اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کی تفسیر معتبر ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ کسی نے کہا اسرار تصوف کسی کو معلوم کب ہے جناب مظہر العجائب علی ابن ابی طالب نے فرمایا مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ کا یہ مطلب ہے جس نے آپ کو سمجھا خدا کو پایا آپ کو دیکھا خدا کو دیکھا جانتا ہوں شان میری سراسر نیست و نابود ہے ظہور ذات و صفات و

اسمائے حق مجھ میں موجود ہے اول مجھکو حق نے صورت نطفہ پیدا کیا
پھر علقہ اور مضغہ بنایا اسپر لباس استخواں اور گوشت کا پہنایا پھر
مصداق نفخت فیہ من روحی کی روح کو اسمیں داخل کیا نام میرا
انسان رکھا جب میں نے حد بلوغت کو پہنچا حق نے ذہن رسا عطا کیا
آپ کو میں نے سراپا آئینہ اوصاف ذات وصفات و اسما پایا تفصیل
پر جب نظر پڑی اصول کو جانا زبان کو مظہر کلیم کہا گوش سمیع کا جانا دیدہ کو
مظہر بصیر کا دیکھا جسم کو مظہر قدیر کا پہچانا دل کو مظہر علیم کا پایا عقل کو مرید کا سمجھا جان کو
مصدر حی کا جانا آسمان کو سمجھا بدیع کا ظہور ہے زمین کو پایا عدل کی مظہر
ضرور ہے خلقت میری ظہور خالق ہے اکل و شرب میرا ظہور رزاق کا
سخاوت میری معطی کا ظہور ہے بخل میرا قابض کا مصدر مشہور ہی عداوت
میری ظہور قہار ہے اُنست میری ودود کا اظہار ہے مجھ سے جو نجاست
دور ہوتی ہے دافع کا ظہور ہے مجھ میں جو طہارت ہی طاہر کا ظہور ہے میں
جو نفع رسا ہوں نافع کا ظہور ہوا ہے میں نقصان پذیر ہوں ظہور ضار کا ہر
مجھ میں جو عزت ہی عزیز کا ظہور جانا جب ذلت ہوئی خافض کا ظہور سمجھا
جہل کو اپنے مضل کا ظہور پایا ہدایت کو ہادی کا ظہور سمجھا جب خیال قیاس
و فکر و حواس سے ولیں اپنی صنعتیں گوناگوں دیکھیں صانع کا ظہور سمجھ میں
آیا جب عیش و نشاط لذات و راحتیں بوقلمون پائیں باسط کا ظہور نظر میں

آیا منھ پر کہتا ہوں شان میری صورت آئینہ ظہور اسما و صفات و ذات
مجھ میں ہر آئینہ ہے میں جو کہتا ہوں موجود کا ظہور ہے عاقل کو اشارہ بس ہے
تطویل کلام نامنظوری ہے کسی نے کہا فرمایا خواجہ حسن بصری نے خلاصہ
تمام علم سماوی و ارضی کا ایک بات ہے باقی تاویل و حکایات ہیں جو خطائے
عظیم کہ انسان سے صدور ہو گناہ صغیرہ ہے آپ کو نہ پہچاننا گناہ کبیرہ ہے
کسی نے کہا فرمایا عبدالواحد بن زید نے پردہ کی بات ہے در پردہ کہتا
ہے مابین عبد و رب کے جو حائل پردہ ہے جس سے عبد کو رب سے فراق
حاصل ہوا ہے وہ پردہ محض اسم بے مسمی ہے صورت میں آپ ہے معنی نہر آب کا
نقش ہے یہ لطیفہ بہت باریک تر ہے اسپر جو نہ سمجھے تقدیر کی چک ہے
کسی نے کہا فرمایا فضیل بن عیاض نے علامت شناخت ابلیس یہ ہے
جو بظاہر عابد متقی کاسب شاغل ہو علم سماوی و ارضی پڑھکر فاضل ہو تارک
الدنیا ہو موصوف بافعال خجستہ ہو لیکن آدم کو فقط مٹی کا پتلا سمجھے الانسان
سری و انا سرہ کا مطلب نپاوے صورت میں معروف باوصاف
جمیل ہے معنی میں راندہ درگاہ رب جلیل ہے ہرچند ظاہر میں انسان ہے
باطن میں وہ شیطان ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

---

[1] یعنے یہ کلام موافق قول ارباب حقیقت کے ہے کہ پاس اُن کے انسان جب تک معرفت حق حاصل نہ کرے اور دیدہ کو اپنے آئینہ جمال ذوالجلال نہ بناوے اور اپنی حقیقت کو نہ پاوے جبتک موش مشرب ابلیس ہے گو ظاہر انسان کہلاوے قریب حق کے ۱۲

کسی نے کہا فرمایا خواجہ ابراہیم ادہم نے آدم کو ملایک نے سجدہ
اس لئے کیا ہے وہ اسم پڑھا کرتے ہیں یہ مسمیٰ کو دیکھا کرتا ہے ملائک کی
غذا اور زیست تسبیح و تہلیل ہے اگر ذرا زبان میں لکنت ہو موت ہے
انسان کی غذا اور زیست مشاہدہ ہے اگر ذرہ پلک جھپکی فوت ہے۔
کسی نے کہا فرمایا خواجہ حذیفۃ المرعشی نے غلط ہے جو کہتے ہیں عالم سے
آدم پیدا ہوا ہے سوچو تو آدم سے ہر دم عالم نیا پیدا ہوتا ہے آدم دریا
ہی عالم حباب ہے آدم آب ہے عالم سراب ہے آدم نور دیدہ وجود عالم
ہی عالم ظہور پرتو وجود آدم ہے آدم کی شان میں حق نے فرمایا ہی حدیث
قدسی یا آدمُ خلقتُ الاشیاءَ لکَ وخلقتُکَ لی آدم نے خطاب
حق سے پایا ہے حدیث لا یسعنی فی الارضی والسمائی و لکن یسعنی
فی القلب العبد المومن التقی النقی آدم کا وصف حضرت نے کیا ہے
حدیث قلبُ المومنِ اکبر من العرش واوسعُ مِن الکرسی وافضل
مِن ما خلق اللہ تعالیٰ جس نے آدم کو دیدہ دل سے دیکھا ہے اس نے
جمال ذوالجلال کو دیکھا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلب المومن
مراتُ الربّ کسی نے کہا فرمایا خواجہ امین الدین ابوہبیرۃ البصری نے
بات سمجھنے کی ہے جب تک آدمی بھول میں ہے عالم حق میں اس کے گنج
مخفی ہے جب دم آپ کو سمجھیگا ایک جہان وسیع نظر آئیگا جہاں عرش فرش پا

انداز ہے ناز عین نیاز ہے موت عین حیات ہے صفات عین ذات ہے فراق عین وصال ہے پردہ[۱] عین جمال ہے۔ کسی نے کہا فرمایا خواجہ ممشاد علوی دینوری نے آدم کی شہرگ سے نزدیک سوا آدم کے دوسرا کوئی نہیں ہے دوسرا ہیں اس سے لطیف تر لطیفہ کوئی نہیں ہے ونحن اقرب الیہ من حبل الورید کی یہی تفسیر ہے باقی وقت ضائع کرنے کی تقریر ہے کسی نے کہا فرمایا خواجہ شمس الدین ابو الاسحاق چشتی نے سیر الی اللہ وہ ہے جو ذرات عالم میں شان حق کی مشاہدہ کرنا حجاب ماسوا کو دور کر کے نتائج اسرار مطلق کا معائنہ کرنا۔ کسی نے کہا فرمایا خواجہ ابو احمد ابدال چشتی نے سیر فی اللہ وہ ہے جو شان میں حق کے ذرات عالم کا معائنہ کرنا وجود حق میں وجود عالم کو پایا کرنا کسی نے کہا فرمایا خواجہ نصیر الدین ابو محمد چشتی نے قرب نوافل وہ ہے جو حقیقت بندے کی آلہ کے مقابل ہووے حق اسکا فاعل ہوئے یعنے حقیقت بندے کی فانی صورت نفی ہووے باقی ذات حق کی ثابتی ہووے کسی نے کہا فرمایا خواجہ ناصح الدین یوسف چشتی نے قرب فرائض وہ ہے جو فاعل بندہ ہو جاوے حق اسکا آلہ ہو جاوے یہ مرتبہ محبوبیت کا ہے کب کسی کی سمجھ میں آتا ہے وقت وصال کے کبھی ایسا بھی

---

[۱] قول عبارت سے دور و نزدیک گفتگو ہی ہے، تو جسے ڈھونڈتا ہے تو ہی ہے۔ قول واصل سے
سے از کنار خویش می یابم دمادم بوئے یار زاں ہمی گیرم ہمیشہ خویشتن را در کنار ۱۲

ہوتا ہے جو محبوب عاشق ہوجاتا ہے عاشق و معشوق آپ کو پاتا ہے یہ ناز
و نیاز کی تکرار ہے یہ حسن و عشق کا اسرار ہے وہی جانتا ہے جو واصل ہے
جسکو مرتبہ قدس و سلام حاصل ہے۔ کسی نے کہا فرمایا خواجہ قطب الدین
مودود چشتی نے مقام صحو وہ ہے جو عارف بظاہر ماسوائے سے شامل رہے
باطن میں حق سے واصل رہے صورت میں خلقت کو دیکھا کرے معنی میں حق
کا معائنہ کرے۔ کسی نے کہا فرمایا خواجہ شریف الدین زندانی چشتی نے
مقام سکر وہ ہی جو عارف ظاہر و باطن محو ذات مطلق رہے ہستی موہوم سےبری
فنا ہو باقی حق رہے۔ کسی نے کہا فرمایا خواجہ عثمان ہارونی چشتی نے
مقام جمع وہ ہے جو اسمائے صفات سی نظر اوٹھ جائے حجاب تعینات
اعیانی و اعتبارات کیانی پیش نہ آئے ذات میں حق کے سمائی آپ
میں کبھی بھول کے نہ آئے۔ کسی نے کہا فرمایا خواجہ خواجگان خواجہ معین
الملۃ والدین سنجری چشتی نے مقام جمع الجمع وہ ہے جو عالم کو ظہور اسماء و صفات
حق جانا کرے مصنوعات میں صانع کو دیکھا کرے آنکھوں کو تجلیات کے مشاہدے
پر نور کرتا رہے اضافات ماسوا کو دور کرتا رہے کفر کو جلال کا ظہور سمجھے
اسلام کو جمال کا نور سمجھے ظہور اسم ہادی کا جو ہدایت ہے پیرو رہا کرے
پر تو مضل سے جو ضلالت ہی آپ کو دور رکھا کرے کسی نے کہا فرمایا
خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے مقام وجود یہ وہ ہے جو عارف وجود

عالم کو ایک وجود مطلق جانے سوائے ذات حق کے دوسرا نہ دوسرے
کی بود نمانے کسی نے کہا فرمایا خواجہ شیخ فریدالدین شکر گنج چشتی نے
مقام شہود یہ وہ ہی جو ذات عالم کو آئینہ خانہ جلوۂ حرکات وسکنات عالم کو
عکس وجود حق پہچانے کسی نے کہا فرمایا خواجہ نظام الدین محبوب الحق
چشتی نے زمرہ میں ارباب صفا کے وہ شخص صوفی ہے جسکے دماغ جان تک
بوئی نشہ ہستی[1] یکدست نہ پہنچی ہے کسی نے کہا فرمایا خواجہ سراج الدین اخی
چشتی نے اشارہ راز ہے مقام احدیت بے تمیزی وحدت امتیاز ہے جو کچھ
امتیاز میں آتا ہے نام اسکا واحدیت کہلاتا ہے کسی نے کہا فرمایا خواجہ حمید الدین
چشتی نے تعلقات ہستی سے دور رہنے کی یہی صورت ہے جو تعلق ہوا تُنے
تعلقات ماسوا اللہ سے بچانے کیا اچھی حکمت ہے کسی نے کہا فرمایا خواجہ
جمال الدین ہجاوندی چشتی نے عبد کو عبدیت رب سے غایت قرب
کی حاصل ہے وہی جانتا ہے جو انسان کامل ہے جیسے سرمہ جب تک
میل پر ہے عیاں نظر آتا ہے جب آنکھ میں پہنایا جائے کہاں نظر آتا
ہے کسی نے کہا فرمایا خواجہ انیس الدین کرمانی چشتی نے جسکو حیات کہتے
ہیں وہ موت ہے جس سے بقائے حق کا مطلب فوت ہے مراد موت سے

[1] یعنے جب تک ہستی ہے حق سے حجاب ہے جب اسی سے گزر یکائیت باطن اس کا آئینہ جمال حق نما ہوگا صوفی کہلائے گا ۔ تا تو ہستی خدائے درخواب است ۔ چوں بمیری تو او شود بیدار ۔ بروے یار نہ بجز ہستیت نقابے نیست ۔ تو از میانہ برون رو کہ حائلی نیست +

صفت حیوانیت سے گذر جاتا ہے کنایہ مرکر زندہ ہونے سے بقاحق کی
بقاسے پاتا ہے اشارہ حشر سے ہنگامہ تجلیات گوناگوں کا دیکھنا ہے وہی
جانتا ہے جو عارف دم مشاہدہ مرکر جیتا ہے۔ کسی نے کہا فرمایا خواجہ
شریف الدین پاسوی چشتی نے علامت بینائی کی نابینائی ہے معرفت
خناسائی کی ناشناسی ہے دیدہ جسکا وقت مشاہدہ کے عین مشاہدہ میں مشاہدے
سے باز رہا سمجھنے کی بات ہے وہی موحد ہے۔ دروازہ اسپر توحید کا ابداً
باز رہا۔ کسی نے کہا فرمایا خواجہ یوسف بڑی چشتی نے بعض عارف جو کہتے
ہیں ابلیس بڑا عاشق صادق تھا جو سوا خدا کے دوسرے کو سجدہ نہ کیا بار لعنت
کا سر پر اٹھا لیا بیشک عاشق موحد بے مثل و یکتا تھا جو کہا رحمت بھی تیری ہے
لعنت بھی تیری ہے جس سے خلقت بھاگتی ہے وہ مجکو قبول ہے جسمیں تیری
رضا اُسی میں میرا مطلب حصول ہے جاننا چاہئے کہ سراسر فہم میں اُن کے
خطا ہے مخبر صادق صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ارشاد کے خلاف انکا عقیدہ
ہی عاشق کو نافرمانی سے کیا علاقہ ہے موحد بھی کہیں دوسرے کو موجود
جانتا ہے موحد کو دوسرا کب نظر آتا ہے موحد وہ ہے جس کو ہر شان میں
رب نظر آتا ہے یہ نہ سمجھا کہ لعنت سے کنایہ بُعدیت کا ہے عاشق کو

لے واضح ہو کہ موحد کو امتیاز توحید بھی شرک ہے یعنے لذت میں ایک دیکھنے کے ایک دیکھنا
فراموش کرے یعنے ایک ہو جائے تب توحید بے غش ہے ۱۲

دوری کب گوارا ہے رحمت سے اشارہ قرب کا ہے عاشق قرب کیلئے
جان دیتا ہے جیسے پتھر مارنے سے مراد دور چلانا ہے پھول پھینکنے سے مراد
نزدیک بلانا ہے۔ ہر چند پھول اور پتھر کی زد معشوق کے ہاتھ سے ہے
لیکن یہاں تامل وانصاف طلب ارباب اشارات سے ہے کسی نے
کہا فرمایا خواجہ داؤد چشتی نے اگر کسیکو عبادت ادعیہ واسما واذکار سے
ریاضات ومجاہدات وافکار سے سیر ہفت آسمان وزمین عرش وکرسی لوح
وقلم بہشت ودوزخ میسر ہو اور حکم اسکا عالم جمادات ونباتات وحیوانات
پرروان اکثر ہو محض بیفایدہ ہے سیر بیہودہ ہے اسکو مطلق اعتبار نہیں ہے
جو چیز کہ اللہ نے پیدا کی ہے ایکدن فنا ہے قیام اس کو زنہار نہیں ہے
محققوں نے اسکو عالم صغریٰ کہا ہے کہ یہ عین مطلوب نہیں ماسوا ہے۔
کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَلدُّنیا حَرَامٌ عَلٰی اَھلِ الاٰخِرَۃِ
وَالاٰخِرَۃُ حَرَامٌ عَلٰی اَھلِ الدُّنیا وَھُمَا حَرَامَانِ عَلٰی اَھلِ اللہ۔ قَالَ النَّبِیُّ
عَلَیہِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ مَا شَغَلَکَ عَنِ اللہِ فَھُوَ صَنَمُکَ قولہ حَسَنَاتُ
الاَبرَارِ سَیِّئَاتُ المُقَرَّبِینَ مرد کامل وہ ہے جو زور مجاہدہ سے ذوق
مشاہدہ سے علم اللہ معرفت حقایق ومعائنہ تجلیات حاصل کرے سیر
روحانیت ورحمانیت میں محفوظ رہے کلام بے صوت وصدا سماعت
کرے مقام لِی مَعَ اللہِ وَقتٌ لَا یَسَعُنِی فِیہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِیٌّ

مُرسَلؐ کا تقسیم ہوا کرے اسکو سیر عالم کبریٰ کہتے ہیں جو فضلہ خوار بادۂ
طہور ساقی کوثر ہیں سُکر میں اُس کے مدہوش رہتے ہیں کسی نے کہا فرمایا
خواجہ دانیال پارسا چشتی نے شربت تصوف جو جناب رسالت مآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واسطے اپنی امت کے طیار کیا ہے جس کے
پینے سے غم دنیا وعقبیٰ فراموش ہوتا ہے ابلیس نے اسمیں حنظل خلاف
عقائد شرع شریف شریک کیا ہے حقایق میں آمیز اکثر مسئلہ فلاسفہ ہے
جس سے حفظ مراتب ذہن سے صوفی خام کے اُوٹھ جاتا ہے جو کہتا ہے
شریعت اور ہے طریقت اور ہے خلوص وتسلیم ورضا اس کو حاصل نہیں ہے
ادائے حقوق فرائض وسنن ونوافل کا قائل نہیں ہے اَللّٰھُمَّ احفظِنَا
مِن بَلَآءِ الدُّنیا وَالاٰخرۃِ کَمَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَ
سَلَّمَ لَو رَاَیتَ رَجُلاً یَمشِی فِی البَحرِ وَیَطِیرُ فِی الھَوَاءِ وَیَترُکُ فَرضًا
مِنَ الفَرَائِضِ اَو سُنَّۃً مِن سُنَنِ رَسُولِ اللّٰہِ فَھُوَ مَلعُونٌ کسی نے
کہا فرمایا خواجہ بایزید متوکل چشتی نے مراد عشق مجازی سے یہ ہے کہ انسان
شاہد روح پر شیدا ہو حسن پر روح کے آشفتہ ہو کہ حسن اس کا حسن حور وملک و
پری سے دوبالا ہے شان میں اُس کے حق تعالیٰ نے اِنّی جَاعِلٌ فِی الاَرضِ
خَلِیفَۃً فرمایا ہے اُسی کو خطاب حَمَلَھَا الاِنسَانُ کا ہوا ہے اُوسی
کی طرف فَخَلَقتُ الخَلقَ لِاُعرَفَ کا اشارہ ہے لَقَد خَلَقنَا الاِنسَانَ فِی

اَحْسَنِ تَقْوِیْم کا اسی کی بود و نمود پر کنایہ ہے مظہر ذات و صفات الٰہی
یہی ہے مصدر جلوہٗ اسرار نامتناہی یہی ہے یہی آئینہ شان یزدان ہے
اسی میں صورت حسن و عشق کی نمایاں ہے اسی کے عشق کا نام شغل عشق
مجازی ہے یہی زینہ بام عشق حقیقی ہے اسکو جس نے پایا اُس نے حق کو پایا ہے
اَلْمَجَازُ قَنْطَرَۃُ الْحَقِیْقَۃِ کا یہی خلاصہ ہے کسی نے کہا فرمایا خواجہ پیر
شاہ محمد لکھنوی چشتی نے موحد عام وہ ہے۔ جو علم الیقین اُس کو
کامل ہو مشاہدہٗ انوار صفات اللہ اسکو حاصل ہو اور موحد خاص وہ ہے جو
مرتبہ عین الیقین حاصل کیا ہو اسرار ذات الٰہی جلوہ تجلیات نامتناہی کا اُسکو
مکاشفہ ہو اور موحد خاص الخاص وہ ہے جو حق الیقین کو پایا ہو عاجزی ضعیفی
یافت کُنہ ذات حق میں اُسکو پیدا ہو اس لئے کہ بجز موت کے وصال حق
محال ہے عبد کی موت کا نام رب کا وصال ہے مَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰہِ
فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰہِ لَاٰتٍ کا یہی اشارہ ہے وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ
کا یہی خلاصہ ہے کسی نے کہا فرمایا خواجہ پیر شاہ کریم سلونی چشتی نے
انسان کامل وہ ہے جو بیداری اُس کی معائنہ حق ہو خواب اسکا استغراق
مکاشفہ اسرار مطلق ہو خموشی اسکی فکر ہو گویائی اس کی ذکر ہو غذا اس کی نظارہ
آثار بوارقِ لمعاتِ جمال الٰہی ہو سماع اسکی ذوق تجلیات گوناگوں و نتائج
اسرار حقایق نامتناہی ہو کسی نے کہا فرمایا خواجہ پیر شاہ عطا چشتی نے

حالت استغراق دورنگ پر ہے غلبہ شوق سے یا مشاہدہ کی ڈھنگ پر ہے
اگر غلبۂ شوق سے ہو مبتدی ہے اگر غلبۂ مشاہدہ سے ہو منتہی ہے کیونکہ شوق
نشان دوری ہے مشاہدہ علامت حضوری ہے استغراق شوق بے معرفت
وعلم اللہ سے خیالات فاسدہ واوہام باطلہ پیدا ہوتے ہیں کہ مخالف
شرع شریف اسکا نتیجہ ہے استغراق مشاہدے سے علم اللہ وذوق طاعت
وتسلیم ورضا پیدا ہوتے ہیں کہ عبادت واتقیاد امر الٰہی واجتناب نواہی
نتیجہ اسکا ہے کسی نے کہا فرمایا خواجہ پیر شاہ اشرف المشرف چشتی
نے بار امانت جو آدم نے سر پر اپنے اُٹھایا ہے وہ سِرِّ انا ہے اس لئے
ہر فرد بشر کو انانیت کا دعوی ہے جو ہر ایک کی زبان سے لفظ مَیں کا
نکلتا ہے لیکن یہاں تامل ہے کہ لفظ انا کا ایک ہے افراط وتفریط اضافت
ما وشما کی جو مغائرت ہے اسی میں بدے اگر حجاب تعینات موہومہ جو غلبہ
وفور کثرت سے پیدا ہوتے ہیں اُٹھ جاوے جملہ وجود کو ایک وجود پاوے
وہ انا خاص صدائے احد ہے آگے اُس کے جملہ دلیل باطل ہے تکرار لاحاصل
ہے کسی نے کہا فرمایا خواجہ پیر شاہ اقدس مقدس چشتی نے زہد بغیر
علم کے نقصان ایمان ہے علم بے معرفت کے قالب بے جان ہے علم
معرفت بغیر مکاشفہ کے بے مغز بادام ہے مکاشفہ بغیر خود فراموشی کے
حرام بادام ہے یہ نکتہ خلاصۂ معرفت وایقان ہے نتیجۂ عرفان فراموشی

عرفان ہے کفر یافت توحید ہے توحید نسیانی توحید ہے قرض ذوق شاہد
شاہد معنی میں آپ سے گذر جانا ہے سنت اظہار اسرار شاہد معنی کے لئے
بہر صورت آپ میں آنا ہے کسی نے کہا فرمایا خواجہ شاہ شجاع الحق
الحقانی چشتی نے جو یندہ خدا ہر کہیں نظر آتا ہے جو یندہ آدم عالم میں عنقا
ہے سنو تو عجیب و غریب لطیفہ ہی مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ کا خلاصہ
ہے دماغ کو اپنے سراسر عرش جانتا ہوں کرسی کو کلاہ پاتا ہوں لوح میری
زبان لاریب ہے قلم میری لسان غیب ہے آسمان اول گردن ہے
آسمان دوم ذقن ہے آسمان سوم میرا دہان ہے بینی چہارم آسمان ہے
آسمان پنجم دیدہ ہے آسمان ششم ناصیہ ہے آسمان ہفتم کام ہے جنت عیش
و آرام ہے دوزخ رنج و آزار ہے پلصراط دم کا تار ہے میزان اندیشہ خیر و
شر کا مشہور ہے رعد صدائے پر شور ہے نگاہ برق ہے اسمیں کیا فرق ہے
زحل دل مشتری کلیجہ مریخ پھوکنا آفتاب تلی زہرہ پتا ہے عطارد
پردۂ دماغ قمر حس مشترک برجا ہے حمل کان ثور حلق جوزہ ہاتھ سرطان
پستان ہے اسد معدہ سنبلہ انتڑیاں میزان ناف عقرب نفس قوس
ابرو جدی شانہ حوت مچھلی دو کف دست دیکھو تو عیاں ہے زمین
اول سینہ ہے زمین دوم شکم میرا ہے زمین سوم میری کمر ہے زمین چہارم
ران سراسر ہے زمین پنجم گھٹنہ میرا ہے زمین ششم ساق ہویدا ہے زمین ہفتم

قدم ہے گاؤ حرص بہیم ہے۔ باقی امید پانی ہے۔ دریافت ماہی ہے خواب
و بیداری موت و حیات ہیں استخواں جبال ہیں نباتات بال ہیں جو رگیں
ہیں وہ نہریں ہیں فرشتہ حواس عبادت اساس ہیں اندیشہ و قیاس ہیں جو موسم
بارش اور گرما سرما ہے وہ میری طفلگی و جوانی و ضعیفی کا سا سناہے ہیجدہ ہزار
عالم خیالات گوناگوں ہیں تصورات بوقلموں ہیں بندہ میں میں جو کہتا ہے
وہ ذات کا منشا ہے۔ میں مصنف نسخہ سراپا ے عالم ہوں میں ہی مصور تصویر
روح و قالب آدم ہوں جس نے مجھکو سمجھا اُس نے خدا کو پایا مجھ سے نہ مل کر
لوگ دیر میں سرگرداں ہیں مجھ سے نہ ملکر لوگ حرم میں حیران ہیں میں ہی
میکدہ جلال و جمال ہوں میں ہی نام و نشان عالم غیب و شہادت ہوں
میں ہی آئینہ معنیٰ و صورت ہوں کثرت میری جلوت کا نام ہے وحدت
میری خلوت لا کلام ہے عالم خموشی میری ہی ذات ہے خدائی میری بات ہے
کسی نے کہا فرمایا خواجہ شاہ اکبر علی حسینی چشتی قادری نے شریعت وہ
ہے جو انکار نواحی سے اور تابع ہونا امر آلہی کا ہے اگر کسی کو اس میں بال برابر
فساد واقع ہو طریقت میں اس کو بال برابر راستہ نہیں ملتا ہے فساد اُسمیں

واضح ہو کہ مصنف جو ظاہرا عاشق عدیم المثل ہے اسکو بیعت حضرت اکبر علیشاہ چشتی نور اللہ اسرارہ سے ہے اس لیے یہاں نام پیرا پنے شیخ کے شجرہ چشتیہ العالیہ تمام کیا اور نکات و اشارات لطائف معنوی جو از روئے کشف کے حاصل و معائنہ گیا تھا بیان فرمایا + واضح ہو کہ قطب عالم شیخ اعظم حضرت سید اکبر علی شاہ چشتی قدس سرہ باشندہ حیدر آباد دکن تھے ایک ہزار دو صد و دہ ھفتاد دو سہ ہجری میں رحلت فرمائی فی ۱۲۷۳ سنہ ہجری۔

بدکرداری عجب و پندار ریا کذب و غیبت اخلاق ذمیمہ و نفسانیت سے طریقت
وہ ہے جو ترکیہ نفس تصفیہ قلب تجلیہ روح حاصل کرتا ہے اگر کسی کو اس میں
بال برابر فساد واقع ہو بال برابر حقیقت میں اُس کو راستہ نہیں ملتا ہے فساد
اس میں یہ ہے کہ استدراج و کرامت کو ایک جانے جنونیت و حالت
استغراق کو ایک پہچانے حقیقت وہ ہے جو عشق و محبت و یقین و معرفت
و ذوق حالت پیدا کرتا ہے اگر کسی کو بال برابر فساد اس میں واقع ہو حقیقت
الحقیقت میں بال برابر اُس کو راستہ نہیں ملتا ہے فساد اُس میں یہ ہے
جو خیالات باطلہ اور مسائل فلاسفہ میں اور حقایق یقین معرفت الٰہیہ
میں فرق نہ جانے دونوں کے اصول کو نہ پہچانے حقیقت الحقیقت وہ ہے
جو علم اللہ اور الہام ربانی و تجلیات یزدانی و نفی ماسوا و اثبات واجب
الوجود تمام ممکنات میں موافق عقائد شرع شریعت کے حاصل کرتا ہے اگر
کسی کو بال برابر اس میں فساد واقع ہو بال برابر اُس کو مقام سلام و قدس
میں محمود و مغفور میں راستہ نہیں ملتا ہے فساد اس میں یہ ہے جو الہام و وسوسہ
میں فرق نہ جانے تجلیات شیطانی رحمانی کو ایک پہچانے یہ مرتبہ اُس وقت
حاصل ہو جب شیخ کامل ہو مرید عاقل ہو فضل حق سبحانہ تعالیٰ شامل ہو عدیم
المثل نے دور رہا اُسی کے خرمن حال کا خوشہ چیں رہا اُسی کے عبارت
قال کا نکتہ بیں رہا لیکن ہوائے وصال نور البصر میں پائی نظر ایک مقام پر

نہ ٹھہر آگے بڑھا مشاہدۂ قلبی نے دل ملا کر کہا ای عدیم المثل سنو تو دل
کی بات بولتا ہوں سمجھو تو اسرار سبعہ صفات کھولتا ہوں میں نے یکساعت
بیٹھے بیٹھے مقام ناسوت سے نکل کر جو چلا آنکھ بند کرتے ہی ایک صحرائے
دلکشا مجھ کو نظر آیا باشندوں سے اس سرحد کا نام پوچھا ہر ایک نے
نام اُس کا متفرق بتلایا۔ کسی نے کہا ہم اس کو عالم ملکوت کہتے ہیں کسی نے
کہا ہم اس کو عالم غیب کہتے رہتے ہیں۔ کسی نے کہا ہم اس کو عالم مثال
جانتے ہیں کسی نے کہا ہم اس کو عالم دل سے پہچانتے ہیں۔ کسی نے
کہا ہم اس کو عالم امر جانا کرتے ہیں۔ کسی نے کہا ہم اس کو طریقت کہا
کرتے ہیں کسی نے کہا ہم نے اس کو عالم جامع عالم اجسام عالم ارواح
پہچانا ہے۔ کسی نے کہا ہم نے اس کو عالم معقول جانا ہے کسی نے کہا ہم نے
اس کو عالم باطن کہا ہے۔ کسی نے کہا ہم نے اس کو عالم خواب سمجھا ہے
کسی نے کہا یہاں جس کو تزکیۂ نفس تصفیہ قلب تجلیہ روح حاصل ہو یہاں
کی سیر دیکھنے کے قابل ہو مرتبہ دوبالا ہو جبروت میں جاتا ہو۔ کسی نے کہا
ای مشاہد قلبی ساتھ میرے چل ایک تماشا دکھاتا ہوں بے شش و پنج
سائے محل تجھکو بتاتا ہوں میں نے ہمراہ اُس کے چلا گیا نظارہ کنان ہوا
ایک محل برمحل پایا نام اس کا حیات محل سنا اندر اس کے جا کر دیکھا ششدر
ہو گیا دیدنہ شنید تماشا ہے طلسم ہے طلسم کا ہر سو نقشہ ہے خلقت کو دیکھا تو

عجیب و غریب ہے نئی اشکال نئی ترکیب ہے کسی کو آنکھ ہے نہ کان
ہی علم ہے نہ زبان ہے۔ قدرت کا نشان ہے نہ ارادت کا
گمان ہے لیکن ذی حیات ایسے کہ ہر سانس میں ہیجدہ ہزار عالم کے اجسام
بن کر بے ساختہ جان کی پروانہ کر کر عالم پر فروغ شمع نور البصر گل کھاتے
ہوئے فانوس تسلیم میں گرتے جاتے ہیں پھر جان سوختہ دم بھر میں فیض ہوا سے
پر تو نور البصر سے روح مجسم پاتے ہیں یوں ہی ہر ہر دم نور البصر کو جان
دیتے جاتے ہیں پھر ہر ہر پل میں نور البصر کو جان لیتے جاتے ہیں نتیجہ تجدد
امثال ان کو ملا ہے ہر دم ان کو فنا ہے ہر نفس اُن کو بقا ہے ہر حال
میں ان کو تفریح ہے یا حی یا حی اُن کی تسبیح ہے میں نے ایک مدت
اُن کا شامل حال رہا خرق عادات اُن کے فیض مجالست سے
حاصل کر کر آگے بڑھا مکان علم درپیش آیا لوگوں کو وہاں کے دیکھا کسی کو
آنکھ ہے نہ کان ہے قدرت ہے نہ زبان ہے حیات کا نشان ہے نہ
ارادت کا گمان ہے لیکن عالم ایسے کہ جواہر اشیا ان پر آئینہ ہے حقائق
ظہور اسما ان پر ہویدا ہے صورت مجاز سے معنی حقیقت جان لیتے ہیں

واضح کہ مصنف نے اپنا حال بیان کیا ہے یعنے جب میں نے شغل امہات الصفات کیا ہر ہر صفت کے شغل میں یہ کیفیت
ہوا اسی طور پر جب حیات کا کشف ہوا ایسا استغراق حاصل تھا جو بقیہ صفات کو فراموش کیا گویا کہ نہ تھی اسی صفت کے شغل میں
مستغرق ہوا انہی کے نتائج اور حالات منکشف ہوئے دیکھا کہ باقی کو بھولا رہا دی کہا یہ ہے جو کہ نہ آنکھ ہے
نہ کان ہے۔ اور ہمراہ اپنے اور اور سالکوں کو بیکر بیان کیا یعنے جو جو یہ شغل کئے اُن پر یہ حالات کشف ہوئی۔
مگر یہاں اہل مطالعہ کو تھوڑی سی بھی عقل ہو تو سمجھ میں آوے۔ لیکن علم را دہ من عقل باید ۱۲

اگر نور البصر ہزار پردوں میں ہو دیدہ و دانستہ پہچان لیتے ہیں جن کا عمل ایسا کہ کسی نے جو عکس جمال نور البصر کو آئینہ نظر سے پرے دیکھا پری کی صورت شیشۂ تصور میں اتار لیا فصل میں گر کے نقشۂ وصل کا جما دیا کوئی پابند امید ہے نہ بیم ہے تسبیح اُن کی یَا عَلِیْمُ یَا عَلِیْمُ ہے میں نے ایک مدت اُن کا شامل حال رہا خرق عادات اُن کے فیض مجالست سے حاصل کر کر آگے بڑھا مکان قدرت پایا باشندوں کو وہاں کے دیکھا کسی کو آنکھ ہے نہ کان ہے علم ہے نہ زبان ہے ارادت کا نشان ہے نہ حیات کا گمان ہے لیکن قدرت ایسی رکھتے ہیں کہ ہر سانس میں کئی عالم ایجاد کرتے ہیں ہر دم میں کئی عالم ایسے برباد کرتے ہیں کبھی فرش زمین پر عرش دکھلاتے ہیں کبھی عرش کا زمین پر فرش بچھاتے ہیں کبھی تہ زمین کو بالائے عرش دکھلاتے ہیں کبھی بے وجود ہو کر عالم کو وجود میں لے آتے ہیں کبھی عالم کو بے بود کر کر آپ وجود پاتے ہیں جنت انھیں کے نشان فیض حسن قدم کا مقام ہے دوزخ ان کی شرارت سوز عشق کا نام ہے صراط اُن کے گلی کی راہ ہے حشر اُن کا عرصۂ جلوہ گاہ ہے حرکات عالم حرکات کے اُستاد ہیں سکنات عالم سکنات کی بنیاد ہیں ہر ایک معنی میں بادشاہ ہے صورت میں فقیر ہے تسبیح اُن کی یَا قَدِیْرُ یَا قَدِیْرُ ہے میں نے ایک مدت اُن کا شامل حال رہا خرق عادات اُن کی فیض مجالست سے

حاصل کرکر آگے بڑھا مکان ارادت نظر آیا باشندوں کو وہاں کے
دیکھا کسی کو آنکھ ہے نہ کان ہے قدرت ہے نہ علم کا نشان ہے نہ زبان ہے نہ حیات
کا گمان ہے لیکن ارادہ ایسا ہے جو چاہے سو وہ ہوتا ہے پانی سے آگ کو
ہویدا کرتے ہیں ہوا کو خاک سے پیدا کرتے ہیں آب و خاک و باد و نار کو
باہم کرتے ہیں پھر اُن کا ایک وجود بنا کر دم سے ہمدم کرتے ہیں اگرچہ
چاروں فیما بین میں اختلاف کرتے ہیں اطبا اُن کے ارادے سے تصفیہ
ذریعہ اشیاء کا دکھا کر تقوی ان کا معاف کرتے ہیں اگر ان چاروں میں سے
شش و پنج ہفت و ہشت کرتا ہے تین تیرہ ہوکے موت کے ساتھ
کچہری سے ہستی کے نکالا جاکر زندان میں عدم کے دائم الحبس ہوکر زندگی
کے دن پھر لاتے کبھی کئی قافلہ زندان شکستہ رہا کرتے ہیں کبھی کئی گروہ
عالم شہادت سے جہان عدم کو پہنچاتے ہیں کبھی سطح نیستی پر دم کر کر نقوش
ہستی اٹھاتے ہیں کبھی صورت ہستی پر دم کر کر صفحہ نیستی بناتے ہیں حرکت
ان کی قابل دید ہے تسبیح ان کی یا مرید یا مرید یا مرید ہے میں نے ایک
مدت ان کا شاغل حال رہا خرق عادات ان کے فیض صحبت
سے حاصل کر کر آگے بڑھا مکان نطق روبرو آیا باشندوں کو
وہاں کے دیکھا کسی کو آنکھ ہے نہ کان ہے نہ قدرت ہے نہ ارادت کا
نشان ہے نہ علم ہے نہ حیات کا گمان ہے لیکن ناطق ایسے کہ سراپا ہمہ تن جسم کو

اُن کے انگشت زبان ہیں ہر زبان سے جاری سخنان غیب اللسان
ہیں ہر بات میں ایک جہان پیدا ہوتا ہے ہر جہاں میں ہر دم حشر ہو یدا
ہوتا ہے جملہ ذرات عالم سے ہمکلام ہیں ہر ہر موجود کے ہم نام ہیں جس نام
سے پکارے لبیک کہتے ہیں بے زبان وہاں باتیں کرتے رہتے ہیں
عالم غیب کے مونس جہان شہادت ان کا ندیم ہے تسبیح اُن کی یَاکَلِیْمُ
یَاکَلِیْمُ ہے میں نے ایک مدت اُن کا شامل حال رہا خرق عادات
ان کے فیض مجالست سے حاصل کر کر آگے بڑھا مکان سماعت
کا سا منا ہوا باشندوں کو وہاں کے دیکھا کسی کو آنکھ ہے نہ زبان ہے
قدرت ہے نہ ارادہ کا نشان ہے علم کا ذکر ہے نہ حیات کی فکر ہے لیکن
سامع ایسے کہ ہر موئے تن کو ان کے بے عدد گوش حق نیوش ہیں صدائے
عالم مقید و مطلق سن کر خود فراموش ہیں جو بات کہ پردہ مافی الضمیر سے
عالم کی صورت بتلاتی ہے آئینہ سماعت میں تصویر اس کی کھنچ جاتی ہے
خموشی اُن کی پیشہ ہے از دل اپنا کسی سے نہیں کہتے ہیں کلام بے صوت
و صدا سنتے رہتے ہیں جو بات ہے اُن کی صحیح ہے یَاسَمِیْعُ یَاسَمِیْعُ
اُن کی تسبیح ہے میں نے ایک مدت اُن کا شامل حال رہا خرق
عادات اُن کے فیض مجالست سے حاصل کر کے آگے بڑھا
مکان بصارت نظر آیا باشندوں کو وہاں کے دیکھا کسی کو قدرت ہے

نہ کان ہے نہ ارادت ہے نہ زبان ہے علم کا ذکر ہے نہ حیات کی فکر ہے
لیکن بینا ایسے کہ ہر موئے جسم کو ان کے دیدہ ہے عالم جس کا ندیدہ ہے
جب آنکھ بند کرتے ہیں پردہ میں نور البصر سے مل کر دیدہ کو خورسند
کرتے ہیں جب چشم وا کرتے ہیں بے پردہ نور البصر کو نظارہ کرتے ہیں اوپر
دیکھتے ہیں تو عرش نظر آتا ہے نیچے دیکھتے ہیں تو گاو زمین کا پیش نظر
تماشا ہے عرصۂ عالم غیب ان کا صدقہ ہے عالم شہادت ان کی آنکھ کا
پردہ ہے آنکھوں میں ان کے مردم نہیں نور البصر کی تصویر ہے تسبیح ان کی
یا بصیر و یا بصیر ہے میں نے ایک مدت ان کا شامل حال ہو
خرق عادات ان کے فیض مجالست سے حاصل کر کے محفوظ
رہا عدیم المثل نے دور ہا اسی کے مشاہدہ قلبی کے خرمن حال کا
خوشہ چیں رہا اسی کے عبارت قال کا نکتہ بیں رہا لیکن ہوائے
وصال نور البصر میں پائے نظر ایک مقام پر نہ ٹھہرا آگے بڑھا
مکاشفہ روحی استقبال کو آیا کہا اے عدیم المثل سنو تو نادر کہانی
ہے جان کی زبانی ہے میں نے ایک دم سیر ناسوت و ملکوت سے سیر
ہو کر کسی سمت جو چلا گیا ایک مقام صفا نظر آیا مقیموں سے وہاں کے
نام اس مقام کا پوچھا ہر ایک نے نام اس کا طرح طرح سے بتلایا کسی نے
کہا ہم اس مقام کو جبروت کہتے ہیں کسی نے کہا ہم اس کو عالم روح

کہتے رہتے ہیں کسی نے کہا ہم نے اس کو عالم موجود بالقوہ کہا ہے کسی نے کہا ہم نے اس کو عالم ماہیات پکارا ہے کسی نے کہا ہم اس کو عالم حقیقت جانتے ہیں کسی نے کہا ہم نے اس کو عالم معانی پہچانتے ہیں کسی نے کہا ہم اس کو عالم غیب الغیب پہچانتے ہیں کسی نے کہا ہم اس کو مقام صفا جانتے ہیں کسی نے کہا ہم نے اس کو جامع مثال بے مثالی کہا ہے کسی نے کہا ہم نے اس کو مقام انبیا کہا ہے۔ کسی نے کہا یہاں جس کو عشق و محبت دیقین و معرفت ذوق حالت پیدا ہو میسر اس کو یہ مقام صفا ہو مرتبہ صبر و رضا درجہ توکل تسلیم کامل حاصل ہو مقام لاہوت میں داخل ہو گئے کسی نے کہا ای مکاشفہ روحی یہاں کے مقیموں کا نظارہ کر جلوہ حسن و عشق کا معاملہ ناز و نیاز کا معائنہ کر دیکھا تو کوئی بیعانہ میں جنس گندمی رنگ نورالبصر کی مملکت فردوس کو مفت جان کر دے رہا ہے۔ کوئی عزیز عشق سے حسن نورالبصر کی گرم بازی میں کھوٹے داموں آپ کو بیچتا ہے۔ کوئی انسان لب چشمہ لب نورالبصر تک پہنچ کر گویا آب حیات میں غوطہ کھا رہا ہے کوئی نورالبصر کی چشموں پر لہرا کے طوفان دریاے افراط تفریط میں کشتی مقصود سلامت لے جاتا ہے۔ کوئی نورالبصر کی شعلہ عارض درخشاں کی لو میں گل کھا کر ہمہ تن آتشکدہ بنا ہوا باغ باغ ہو رہا ہے۔ کوئی عید سمجھ کر قربان ہونے کو نورالبصر کے خنجر ابرو کے تلے دنبہ کی طرح دم لیتا ہے۔ کوئی

مہ جبین نورالبصر کی ماہیت پانے کے لئے ماہی کی شکم میں مقام کیا ہے
کوئی نورالبصر کی ہوا میں ہوش ہوا کر کے دوش صبا کو تخت اپنا ٹھہرایا ہے
کوئی عارضہ عشق حسن نورالبصر میں پھول کر جسم اپنا وقف کرمان کیا ہے
کوئی نورالبصر کی شانہ کی نشانی پا کر سرو شانہ اپنا نذرانہ کر رہا ہے۔ کوئی
نورالبصر کی برق تجلی عارض رخشاں دیکھنے کے لئے رب ارنی پکارتا ہوا
زمین پر بے سُدھ پڑا ہے۔ کوئی چرخ چہارم پر سے خورشید جمال نورالبصر سے
آنکھ سینکھ کر زمین جھانک رہا ہے۔ کوئی جگر پارہ نورالبصر کی خط سبز پر زہر
کھا کر سبزہ زار عالم میں سرسبز ہوا ہے۔ کوئی نادان ابرو کمان کے حلق میں
نورالبصر کا تیر مژہ پلہ پڑا کر ترازو ہو رہا ہے۔ کوئی آغوش نورالبصر تک
ہاتھ پہنچا کر بازو کٹے ہوئے پڑا ہے۔ کوئی نورالبصر کی عروس حسن کی عشق میں
رقیبوں کے ہاتھ سے لہو میں نہا کر دولھا بنا ہے۔ کوئی حسین تشنگی سے
حلق کو سیراب کر کربلائے نیاز عشق نورالبصر کے خنجر ناز سے گلا اپنا کٹوا کے
سُرخ رُووں میں خطاب افسر الشہدا پایا ہے۔ کوئی عابد ناتوان وصال
نورالبصر کی منت کا طوق گراں گردن میں ڈالا ہوا ہے۔ کوئی پردہ نشین
شوق میں سایہ داماں نورالبصر کے سر بازار بے ردا ہے۔ میں نے

واضح ہو کہ یہ کیفیت ہے کشف عالم جبروت کی بجز اہل واقعہ کی اس امر کو نہ سمجھے گا اور ظاہر ہے۔
کہ بحر معنی ناپیدا کنار ہے ہر ایک کو علیحدہ اپنی اپنی استعداد کے موافق کشف ہوتا ہے بعض
کو موافق بھی ایک دوسرے کے ہوتا ہے ۱۲

ایک مدت خدمت میں اُن کے مستفیض رہا برکات بے غایات
مکاشفہ روحی سے سینہ میرا مالا مال ہوا عدیم المثل دو لڑہا اُسی کے
مکاشفہ خرمن حال کا خوشہ چیں رہا اُسی کے عبارت قال کا نکتہ بیں
رہا لیکن ہوائے وصال نور البصر میں پائے نظر ایک مقام پر نہ ٹھہرا آگے
بڑھا معاینہ سرّی روبرو آیا۔ کہا اے عدیم المثل میں نے ایک پل گلگشت
حدایق اسرار ناسوت وملکوت وجبروت سے سیراب وشاداب ہوکر یکطرف
چلا گیا کسی میدانِ وسیع وجانفزا میں گذر ہوا باشندوں سے وہاں کے پوچھا
نام اِس سرزمین کا کیا ہے اس مقام کو عالم کیا پکارتا ہے ہر ایک نے ہر ایک
وضع کا نام کہا کسی نے کچھ سنایا۔ کسی نے کہا لاہوت اِس کا نام ہے کسی نے
کہا مکان لامکان مقام ہے۔ کسی نے کہا ہم اس کو مقام مُستہلک جانتے ہیں
کسی نے کہا ہم اس کو مقام لاتعیُّن پہچانتے ہیں۔ کسی نے کہا ہم اس کو
منقطعُ الاشارات کہتے ہیں۔ کسی نے کہا ہم اس کو اسقاط الاضافات کہتے
ہیں کسی نے کہا ہم نے اس کو علم آلھیہ جانا ہے۔ کسی نے کہا ہم نے اس کو عالم
کبرا کہا ہے۔ کسی نے کہا ہم نے اس کو مقام حقیقت الحقیقت کہا ہے
کسی نے کہا ہم نے اس کو غیب الغیب پکارا ہے۔ کسی نے کہا ہم اس کو
عالم معانی المعانی جانا کرتے ہیں۔ کسی نے کہا ہم اس کو عین الکافور
سمجھا کرتے ہیں۔ کسی نے کہا ہم اس کو مقام لااُبالی جانتے ہیں۔ کسی نے

کہا ہم اس کو جہان بے مثالی پہچانتے ہیں کسی نے کہا جس کو نفی ماسوا اور اثبات واجب الوجود حاصل ہے یافت الہام ربانی مشاہدہ تجلیات یزدانی میں کامل ہے وہ یہاں تک پہنچے گا یہاں سے اس کو مقام مغفور محمود مرتبہ قدس وسلام ملے گا کسی نے معائنہ مشری میں اس مقام تک عجیب و غریب حکمت سے پہنچا ہوں تجھ سے بیان کرتا ہوں یک پل مجھ کو سر میں سودا جو ہوا سوچا میں کون ہوں کدھر سے آیا ہوں کدھر جاتا ہوں کس نے مجھ کو پیدا کیا کس واسطے میں ہویدا ہوا ایک عمر سر رہ ہشیار رہا کچھ سمجھ میں نہ آیا ششدر ہو کے آسمان کو دیکھا کہ چرخ کھا رہا ہے پوچھا فلک تجھے سودا ہوا ہے کیوں چکراتا ہے کہا نور البصر کی تمنا ہے شب و روز گردش کا سامنا ہے اسی کی جستجو ہے اسی کا تصور روبرو ہے آفتاب سے پوچھا تو دن بھر دھوپ میں کیوں پھرتا ہے کہا نور البصر بے مہر کی تمنا ہے ماہتاب سے پوچھا تو شب کو بیدار کیوں رہتا ہے کہا محبوب نور البصر کے اشتیاق کا سامنا ہے ستاروں سے پوچھا تم رات بھر آنکھیں کیوں جھپکاتے ہو کہے نور البصر کی تمنا ہے ابر سے پوچھا بے آبرو تو کیوں روتا ہے کہا کئی برس سے دلبر ساتھ نہیں کلیجہ پانی ہو گیا ہے جس دم سے اس کے نگاہ بدلی ہے ناؤں نے دم بھر کی مہلت نہ دی ہے خانہ بدوش ہو گیا ہوں نور البصر کو ڈھونڈھتا ہوں کان پر بجلی گری جو اس کی صدا سے

بے بہرہ ہے دیدہ حباب کی صورت پھوٹ جائے جو اُس کے پانی میں
نہ دیدہ ہے۔ بگولہ سے پوچھا تو کیوں خاک بسر ہے کہا نورالبصر کی ہوا
کے جھوکے میں ایک نفس ہوش کہاں برابر ہے صحرا صحرا خاک اوڑاتا
ہوں اُس گوہر درج بصیرت کو نہیں پاتا ہوں پانی سے پوچھا تو لباس
نیلگوں کیوں پہنا ہے حال تیرا کیوں ابتر ہے کہا نورالبصر کی تمنا میں
آبرو جاتی رہی ہر حباب سینہ کا آبلہ ہے ہر موج جگر پر نشتر ہے شعلہ
سے پوچھا تو کیوں آگ باگ ہے کہا نورالبصر کی تمنا میں دل غمناک ہے
فرش زمین سے پوچھا تو کیوں پامال ہو رہا ہے کہا پا اندازی نورالبصر کی
تمنا ہے درختوں سے پوچھا تم کس واسطے قیام میں ہو کچھ خبر ہے کہا قبلہ
من کعبۂ روی نورالبصر کا تصور ہے بہایم سے پوچھا تم رکوع میں کس واسطے
ہو کہا نورالبصر کی دھن ہے کیا پوچھتے ہو پہاڑوں سے پوچھا تم قعود میں
کیوں ہو بیاں کر دو کہے نورالبصر کی فکر ہے چپ رہو پتے سے بوٹی کے
پوچھا تو کیوں سجود میں ہے کہتا نہیں کہا نہ ماضی ہو میں نے حال میں سو بار بھی
اُجڑی ہے نورالبصر کی تمنا میں سر خاک پر ہے آیندہ اُٹھے گا نہیں جب
زبان حال سے موجودات کا قال سنا اور ہی عالم ہو گیا دل عادل ہوا انصاف ہے

واضح ہو اکثر کتب میں ایک کتاب سے دوسری کتاب میں داخل کرتے ہیں لیکن اس رسالہ میں محض
مصنف نے اپنا کشف تحریر کیا واصلان حق کو بہرہ وافر خط متکاثر حاصل ہوتا ہے خوانی عارضا جو پڑھی ہوتی
بنی یاد رکھی ہے اسی کو لے بیٹھتا ہے وہ یہ رموز کو کیا جانے ۱۲

کہا میں نور البصر کو نہ ڈھونڈا ظلم کیا جان نے انجان ہو کر جانا جہاں نور البصر ہو
وہاں جانا دیدہ نے کہا اگر نور البصر کو نہ دیکھوں گا بینائی کے آنکھیں نکالوں گا
پھوٹ جاؤں گا گوش نے مکرر کہا اگر نور البصر کے کلام بے صوت و صدا سے
بے بہرہ رہوں گا سماعت کو گوشمالی دوں گا جان میں جان نہ رہی نطق
میں زبان نہ رہی غلبۂ شوق نے گلا دبایا سکوت کا سمایا ہوا خود فراموشی
جو حاصل ہوئی دیکھا ایک باغ غیرت جنان ہے اس میں نور البصر جلوہ کنان ہے
میں نے غم بھول کے شمشاد کی روش سرو قد کھڑا ہو گیا سنبل کی سیرت
پریشان نہ ہوا حیرت سے نرگس کی صورت گھورنے لگا فرحت سے
گل کی طرح کھلا الفت سے نکہت کے مانند پاس اس کے جاتا رہا غلبہ
شوق وصال سے دامن اس کا سر دست پکڑ لیا چاہا کچھ بات کروں دیدہ
وا ہو گیا دیکھا تو اور ہی اسرار ہے باغ ہے نہ یار ہے دامن میرا میری ہاتھ
میں ہے لب ہنوز حکایات میں ہے عقل اس تعبیر میں حیران ہے فہم اس
تقریر میں سرگرداں ہے میں نے ایک مدت اس کا شاغل حال رہا کنہ اسرار
کو اس کے پاکر محظوظ ہوا ۔

نظارہ کیجئے گر ہے دیدۂ جاں — عیاں ہوتا ہے یاں سے رازِ پنہاں
عیاں ہوتی ہے یاں سے قدرت حق — نظر آتی ہی یاں سے شان مطلق

یاں یعنی یہاں ۱۲

زمیں پر اب اُتر آیا ہے خورشید	عدیم المثل کا ہے روزِ امید
مسمیٰ یاں ہوا ہے اسم آکر	بنا ہے جسم اس جا جان جاکر
یہاں حسن ازل عشق ابد ہے	عدد کہتے ہیں جس کو یہاں احد ہے
جو ہے جو یا وہی یاں گم گیا ہے	جو پردہ ہے وہی یاں آئینہ ہے
ولادت کو یہاں کہتے ہیں رحلت	یہاں میثاق ہے روز قیامت
یہاں ہوتا ہے شاہد شان مشہود	یہاں ہوتا ہے عابد عین معبود
عجب رسم اور عجب اسلوب ہے یاں	جو طالب ہے وہی مطلوب ہے یاں
صفا کا آئینہ پیش نظر ہے	مقابل صورت نور البصر ہے
بپا ہے حشر اتمام سفر ہے	قیامت ہے کہ قصہ مختصر ہے

مصوران ہیئت حسن ازلی نے سورخان سیرت عشق ابدی نے زبان گویائی کو یک قلم ترک کر کر خامہ تارنگاہ حق بیں سے ورق اظہار حال کو مسطور کرتے ہیں تاب بوارق انوار کلام بے صوت سے امان طور گوش حق نیوش سامعین کو بھرتے ہیں جب عدیم المثل نے مراقبہ صوری سے ہمکلام ہوکر تذکرہ ناسوت کا سنا اور مشاہدہ قلبی سے دل ملا کر حقیقت ملکوت سے آگاہ ہوا مکاشفہ روحی سے ہمدم رہکر جبروت کا راز پایا معاینہ سری کا ہمراز ہوکر لاہوت کا حال معلوم کیا ہوا سے وصال نور البصر میں جان سے اسجان ہوکر روبرو نگران ہوا دیکھا تو عجیب و غریب سیر ہے آپ ہے نہ غیر ہے راستہ بال سے باریک ہے

شہ رگ سے نزدیک ہے تلوار سے تیز تر ہے وسعت میں تار نظر ہے
سالک کا پاؤں ہیں سر ہے تا کتوں کے تاک زیر و زبر ہے کہیں فرش
عرش بریں ہے کہیں عرش فرش زمین ہے کہیں آفتاب سوا نیزہ پر آیا ہے
کوئی رشتۂ ذہن رسا سے جبرئیل کے پر باندھ رہا ہے کوئی نالہ پر شور سے
بانگ سرافیل کا دم بند کیا ہے کوئی طغیانی گریۂ ذوق حالت سے
میکائیل کا زہرہ پانی کرتا ہے کوئی وجود بے وجودی اپنی دکھلا کے عزرائیل
کا ناک میں دم مے آ رہا ہے کوئی ضد سے اپنا حسن سیرت دکھلا کی حوروں
کے منھ پر پانی ندامت کا مارتا ہے کوئی گلزار سینہ پر داغ تبلا کے جنت کو
گلخن بنا دیا ہے کہیں بت ساجد بنا ہے کہیں کعبہ قبلہ ڈھونڈھ رہا ہے
کسی کی صورت سے کسی کے معنی آئینہ ہی کسی کے معنی میں کسی کی صورت ہر
آئینہ ہے جا بجا مخانہ شریعت پر جوش و معمور ہے خُم الفاظ او امر و نواہی سے
معنی طریقت مالا مال نزدیک و دور ہے عالی ظرف بخت مساعد سے دست
بدست ساغر حقیقت لئے ہوئے کھڑے ہیں خرابات نشین مدام معرفت سے
تجلی جمال نور البصر کی شراب طہور حقیقت الحقیقت پیئے ہوئے کھڑے ہیں
ہر سو جوش و خروش ہے صدائے نائی و نوش ہے ہر ایک نشۂ بیخودی میں چور ہے
پاس اپنے دور ہے کسی کا سر کسی کے پاؤں پر ہے کسی کا ہاتھ کسی کے جگر پر ہے
کوئی آپ میں سماتا نہیں کوئی آپ کو پاتا نہیں عالم اجسام میں خاکیاں دکھلائی

دیتے ہیں جو صاحب نفس ہیں ان کو روح مجسم جان لیتے ہیں جو عمر باقی خرچ
کرکے دیکھو تو مقام معنی میں فاضل ہر فرد بشر ہے لب بند کر کر حساب سے سمجھو تو ہر
ایک اسرار صمد کا دفتر ہے مردم حق بیں جو دیکھے تپلیاں سمجھ کے آنکھوں میں
رکھے۔ عدیم المثل نے ہر طریق سے راہ پاکر ہر فریق سے بات بنا کر
رَاَیتُ رَبِّی کی عینک لگایا ہوا مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ کا
عصا ہاتھ میں لیا ہوا تجسس میں نور البصر کی دوربین بن کر صورت نظر چلنے
لگا طلب نے کہا ای عدیم المثل کدھر چلے پرے راہ کہاں ہے ادب نے
کہا ای عدیم المثل کدھر چلے دلخواہ یہاں ہے علم نے کہا یہاں کھڑا ہو تو
بات ہے عمل نے کہا یہاں ٹھہر جا تو گھات ہے صدق نے کہا ای عدیم المثل
اب داد سخندانی ہے عدد احد کا نتیجہ ملاحظہ کرو عشق نے کہا ای عدیم المثل اب
مراد حسن یابی ہے ازل و ابد کو ایک جا ملاحظہ کرو کارکنان نیرنگی و بیرنگی نمود
ہوئی۔ مراد رساں بودے بودی موجود ہوئے وفا نے خیمہ [٥١] لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِ
نْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ کھڑا کیا صفا نے فرش وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ
بچھا دیا یقین نے اب اسرار اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ سے غبار
ندامت فراق منھ کا دھو ڈالا تمکین نے غازہ رمز [٥٢] فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ
اللّٰہِ کا رخساروں پر ملا نتیجہ تفکر نے سرمہ [٥٣] مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی گھلایا

---

٥١ البتہ تحقیق پیدا کیا ہم نے آدمی کو بیچ اچھی ترکیب کے ١٢ ٥٢ پس جدھر کو منھ کرو تم پس وہیں ہے منھ اللہ کا ١٢
٥٣ نہیں کجی کی نظر نے اور نہ زیادہ بڑھ گئی ١٢

لطیفہ تصور نے لباس اَلْاِنْسَانُ سِرِّی وَاَنَا سِرُّہٗ پہنایا۔ تواضع نے جیغہ اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً[1] باندھا۔ فقر نے فخر سے طرہ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاءَ کُلَّہَا[2] لگایا۔ صبر نے ہار نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ[3] کا گلے میں ڈالا۔ شکر نے کمربند اِنَّ فِی جَسَدِ ابْنِ اٰدَمَ مُضْغَۃٌ وَفِی الْمُضْغَۃِ فُؤَادٌ وَفِی الْفُؤَادِ قَلْبٌ وَفِی الْقَلْبِ رُوْحٌ وَفِی الرُّوْحِ سِرٌّ وَفِی السِّرِّ خَفِیٌّ وَفِی خَفِیٍّ نُوْرٌ وَفِی النُّوْرِ ھُوَ لپیٹا۔ حال نے کہا ای عدیم المثل اب کرسی پر مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ کے بیٹھ جائے۔ سنبھال نے کہا ای عدیم المثل اب لِی مَعَ اللہِ کا تکیہ لگائے۔ نخلبند توکل نے گلدستہ حدیقہ یَا ابْنَ اٰدَمَ خَلَقْتُ الْاَشْیَاءَ لَکَ وَخَلَقْتُکَ لِی پیشکش کیا۔ ساقی تسلیم نے جام شراب وَمَا رَاَیْتُ شَیْئًا اِلَّا رَاَیْتُ اللہَ فِیْہِ بھر کر دیا۔ مطرب شنید نے ترانہ اِرْجِعِی اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً[4] گانے لگا۔ امید نے بادکش اَلْاِنْسَانُ بُنْیَانُ رَبٍّ کا جھلنا شروع کیا۔ حیا نے سادی کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ[5] کی سنا کر غیروں کو پاس سے ہٹا دیا۔ رضا نے تخت وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ[6] کا روبرو بچھا دیا۔ جرأت نے

---

[1] تحقیق میں بنانے والا ہوں بیچ زمین کے نائب ۱۲ [2] سکھائے آدم کو نام سارے ۱۲ [3] ہم بہت نزدیک ہیں طرف اس کے رگِ جان سے ۱۲ [4] پھر جا طرف پروردگار اپنے کے خوش ہے تو پسند کی گئی ۱۲ [5] جو کوئی اوپر زمین کے ہے فنا ہونے والا ہے ۱۲ [6] اور باقی رہے گی ذات پروردگار تیری صاحب بزرگی اور صاحب انعام کے ۱۲

خطبہ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ
اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا
پڑھنے لگا ہمت نے وجہ مَنْ كَانَ یَرْجُوْ لِقَاءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ
لَاٰتٍ سنا دیا ایک سمت سے حاجب کوشش نے کہا وَفِیْ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا
تُبْصِرُوْنَ ایک جانب سے نقیب کشش نے پکارا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ
رَاجِعُوْنَ دیدہ و دانستہ طرفۃ العین میں محل حسنات الابرار سیئات المقربین
مقام وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى یَاْتِیَكَ الْیَقِیْنُ کے مابین میں نتیجہ رحمت
کبریائے مشاطہ حیرت بے منتہائے رموزات مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیٰنِ بَیْنَهُمَا
بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیَانِ کے نگارخانہ سے اسرارات كَانَ فِیْ عَمَاءٍ مَا فَوْقَهٗ
هَوَاءٌ وَمَا تَحْتَهٗ هَوَاءٌ کے کارخانہ سے پردہ آئینہ لمعۂ بیرنگ کے
آگر روبرو عدیم المثل کے پکڑا پردہ کی بات ہے در پردہ کھاتے ہے
با غیرت لَوْ كُشِفَ الْغِطَاءُ مَا ازْدَدْتُ یَقِیْنًا جو چلی پردہ ہل گیا
پردے سے کو در پردہ وصال ہوا عدیم المثل نور البصر ہوا نور البصر عدیم المثل

ؐلہ تحقیق روبرو کیا تھا ہم نے امانت کو اوپر آسمانوں کے اور زمین کے اور پہاڑوں کے پس انکار کیا سب نے
یہ کہ اٹھاویں اس کو اور ڈر گئے اس سے اور اٹھا لیا اس کو انسان نے تحقیق وہ تھا بے باک نادان ۱۲ ؐلہ جو
کوئی امید رکھتا ہے ملاقات خدا کی پس تحقیق وعدہ اللہ کا البتہ آنے والا ہے ۱۲ ؐلہ اور بیچ جانوں تمھارے
کی کیا پس نہیں دیکھتے ہو تم ۱۲ ؐلہ تحقیق ہم واسطے اللہ کے ہیں اور تحقیق ہم طرف اس کے پھر جانے والے ہیں ۱۲
ؐلہ ملا دیا دو دریا کو ایک دوسرے سے لگ رہے ہیں درمیان ان کے پردہ ہے نہیں ایک دوسرے پر زیادتی کرتے واضح ہو کہ
عدیم المثل کو آراستہ پیراستہ کر کے روبرو عدیم المثل کے آئینہ پکڑا آئینہ لمعہ کا

بنا ما و شما کا جھگڑا مٹا اور ب و ا عبد کا عقدہ کھلا توحید کا نتیجہ ظہور پایا طلسم یکتائی نظر آیا گوش کر ے ہوے ہوش بیچارہ لب بند ہوے دیدہ کھلا رہا ہیجدہ ہزار عالم نے کہا اے عدیم المثل جمال نور البصر آپ کو مبارک ہو خلاصہ حضرت آدم نے کہا اے عدیم المثل وصال نور البصر آپ کو مبارک ہو مفسر معانی مصحف رویت نے مطالعہ حاشیہ نسخہ امتیاز دید و ادید ترک کر کر متن میں حدیث حالت محویت کی لکھتا ہے کہ بعد مدت مدید کے عرصہ بعید کے ہوش نے پوچھا اے عدیم المثل آئینہ لمعہ بیرنگ کے پردہ میں پہچانتے ہو کون جلوہ فرما ہے حیا سے دم سرد بھر کر خوب رو نے کہا ہاں

اینست کہ غارت دل من ساختہ اینست — اینست کہ صد خانہ بر انداختہ اینست
اینست کہ از عارض افروختۂ خویش — آتش بدل و جان من انداختہ اینست
اینست کہ چوں شمع بسوز تپ فرقت — اجزاے وجودم ہمہ بگداختہ اینست
اینست کہ گاہے بتغافل ز سر مہر — بر حال من زار نہ پرداختہ اینست
اینست کہ مردم بوفاداری او لیک — قدر من دل باختہ نشناختہ اینست
اینست کہ معنی بقمار ہوس او — نقد دل و جاں صبر و خرد باختہ اینست

جوش نے پوچھا اے عدیم المثل آئینہ میں کس کی صورت نظر آتی ہے کس کا سامنا ہے بے اختیار ہنسا کہا ہاں غزل

این آفتاب خاور مہمان ماست امشب — قرص سپہر گردوں بر خوان ماست امشب

برتر ز عرش اعظم ایوان ماست امشب بیرون ز هر دو عالم جولان ماست امشب

جلال نے کہا اے عدیم المثل یہ کیا سانحہ آئینہ سے آئینہ ہے کہا ہر آئینہ

فرد

رمز دو جہاں از ورق آئینہ خواندیم جز گرد تحیر رقمی نیست در اینجا

جمال نے کہا اے عدیم المثل آپکے مقابل کون ہے کسکو گھورتے ہو آپ کو کیا نظر آتا ہے کیا تماشا ہے کہا

بیت

حیران ہوں بیخود ہوں سدا کچھ تکتا ہوں سکتے کی سی حالت ہو کچھ کہہ نہیں سکتا ہوں

حال نے پوچھا اے عدیم المثل کیا وصال نور البصر میں آپکا وصال ہو اکہ حال میں تو ہیچ حال ہے یہ حال ہوتا محال ہوا آنکھیں ملا کر کہا۔

فرد

چشم بد و پیوست دو چوں ہمہ چشم ہر چیز کہ در کان نیک شت ہمہ گوش شد

قال نے پوچھا اے عدیم المثل آپکے نور البصر کے کیا جواب و سوال ہوا سر جھکا کر کہا فرد

کاسۂ منصور خالی بود پر آوازہ شد ورنہ در میخانہ وحدت کسی ہوشیار نیست

وطن نے پوچھا اے عدیم المثل حیران کیوں ہو آئینہ میں نور البصر سے ہم سخن ہوئے صاف عیاں کرو کیا صورت ہے بیان کرو کہا

رباعی

ہو کی حیران ڈھونڈھتی ہیں لوگ جسکو چار سو
میں ہوں اُسکی روبرو اور وہ ہے میری روبرو
ہم کلامی اُسکی میری اس طرح ہی آکے تن
جس طرح طوطی کرے ہی آئینہ سی گفتگو

سخن نے پوچھا اے عدیم المثل آئینہ لمعہ بیرنگ نے آپ کو کیا دکھلایا ہے فرمائے یا داخل میں آپ ہی نورالبصر ہیں خارج میں آپ ہی عدیم المثل ہیں یا خارج میں آپ نورالبصر ہیں داخل میں آپ ہی کو عدیم المثل ٹھرایا فرمائے کہا

بیت

ہوا ہے یہ میں اپنے پہ استغراق کا عالم
نہ صورت ہی نہ آئینہ پرچھائیں حیرت ہے

نتیجہ افکار نے پوچھا ای عدیم المثل آپ کو نورالبصر سے فرمائے کیا نسبت ہے

آپ صورت ہو وہ معنی ہے یا آپ معنی ہو وہ صورت ہے کہا

بیت

وہ نہیں ہے میں ہوں اور میں ہوں نہیں حق ہی وہ ہے
جسم اُس کا تن ہے میرا رخ ہے میرا روئے دوست

لطیفہ اسرار نے پوچھا اے عدیم المثل آپ جو فرماتے ہیں سمجھے دیکھو تو آئینہ ہے سوچ پڑا ہے ایک نقطہ ایسا فرمائے جو ہم بھی سن کر مسرور ہوں یا رہا ہے نورالبصر حسب المقدور ہوں کہا بیت

اصول و یاد یک دیدہ نقش کا یوں نظر آیا
کوئی تار نظر میں گوہر دریائے حیرت ہے

مخبران رموزات حمد و حامد و محمود بیان کرتے ہیں خاکیان اسرارات شہود شاہد و مشہود عیاں کرتے ہیں کہ جب عدیم المثل نے ساتھ نور البصر کے انقطاع حروف سے ہمکلام ہوا اور بے جسم و جان ہمکنار و ہمرنگ و ہمنام ہوا اور شراب طہور وصال نور البصر حسب خاطر نوش کیا معاملات اضافات ناظری و منظوری کو مطلقاً فراموش کیا چاہا افشائے راز ہو دروازہ گنجینۂ طلسم حیرت کا باز ہو پاسبان شریعت غرا نے متوطنان کارگاہ حقیقت الحقیقت معرا نے جتا دیا شعر

کم گو سخن کہ خاطر دلدار نازک است　　بار گہر نمی کشد این تار نازک است

آگے کی خبر نہیں ہے یہ قصہ مختصر نہیں ہے کون دانا ہے کہ اس خواب طلسم تاب کی یہی تعبیر ہے یا فقط عدیم المثل کی سنجیدہ تقریر ہے کون بینا ہے کہ آئینہ لمعہ بیرنگ میں چسپیدہ نور البصر کی تصویر ہے یا فقط عدیم المثل کی نہ دیدہ تنویر ہے یہاں زبان بریدہ ہے یہاں دیدہ نہ دیدہ ہے یہاں رسیدہ نارسیدہ ہے یہاں دو دیدہ پاکشیدہ ہے نفی ہو کر دیکھو تو اس بات سے اثبات ہے کہ یہ دیکھی ہوئی واردات ہی سوچو بہرہ کا جواب ہے سمجھو تو گونگے کا خواب ہے سنو تو سراسر مقام گریہ ہے دیکھو تو سیر دیوار قہقہہ ہے لفظی کو مفاصلہ بعید ہے کشفی کو معانقہ عید ہے مقلد کی آنکھ پر پردہ ہے زبان دراز ہے محقق زبان بریدہ ہے دیدہ بازہی

اغیار وجود نہیں اسرار جود ہے تکرار شہود نہیں دریا کشود ہی صورت
قال نہیں مرآت معنی حال ہے اظہار کمال نہیں اسرار وصال ہے گوش
ہوش میں فتور ہو تو صدا ہم نفس صبا ہے چشم تامل میں نور ہو تو آئینہ پتھر
سوا ہے غرض گوئی سے تفرقت ہے منظور سخت حقیقت ہے زبان مطلق
قاصر ہے خدا حافظ ہی و ناصر ہے کہا جیسا کسی نے کہا سنایا جیسا کسی نے
سنایا کہا سنا معاف کیجئے سلام ہمارا لیجئے دیکھو تو وطن کی سیر ہے سمجھو تو
خاتمہ بالخیر ہے

تاریخ تصنیف

ہے یک شگوفہ تازہ یہ گلشن معانی — کھلتا ہے گل کچھ اس میں مطلب کی ہے کہانی
رنگین چمن یہ ہے فردوس کا نقل ہے — تاریخ اس کی احق بلاغ مراد دل ہے
۱۲۸۴

اللّٰہم اخلصنا من اہل التقلید واجعلنا من اہل التحقیق
واحشرنا من اہل التصدیق وانت ولی التوفیق

تمت

سفر گزیدم و بگذاشتم وطن چو صبا — لبی بگشتم گشتم ز اہل خویش جدا
بگشت زار بسفر گشتم از اہل تجھے — کہ تا معائنہ سازم زبہر صورت
بیا بدست کنم دامن خیال رہبر — کہ پا کشد بسر منزل مراد مرا

نیافتم و ندیدم و لے نوشت ازل — دریں دیار رسانید و بُد ہموں سودا

نتیجۂ سفرم رَد نمود رنج آخر — بدل شدہ بحصول مراد و مقصدہا

رہم نمود بداں بارگاہ مُلہم غیب — کہ اہل عرش بسانید جبہۂ خودرا

ز نام پاک بود افتخار شاہ و گدا — کہ افتخار علی است اسم شاہ علا

ضمیر معتقد این معتقد کہ بود ازاں — بہ ازو یاد مرا گشت مرحمت و عطا

ز دستگیرے آن مظہر رموز آنکہ — معائنہ بنمودم ز معنی معنے

ز اشتیاق تمام و ز رنجہاے سفر — چو ملتجی شدم ارشاد شد کہ بو العجبا

وصول منزل این راہ بایدت باید — سفر کن و بوطن گیر این کتاب مرا

کہ نام اوست سفر در وطن طلسم کشا — ببین کہ چیست در و کیست یابی مقصدرا

شدم چو محو ز خود باز یافتم خودرا — کتاب ہست کہ آئینہ جمال خدا

چو فکر بد بدلم آمد ندائے مُلہم غیب
بہ افتخار شدہ فخر سال ختمش را
١٢٩٢

تاریخ طبع بار اوّل

توجہ نظر افتاد چوں بہ بار دگر — شد است نورِ علی نور نسخہ زیبا

سروش از سر آواز گفت طبع چو یافت — کہ سال طبع بگو باز عمدۂ تحفی
١٢٩٢

ضمیمہ

غزلیات اردو من تصنیف جناب محمد عزیز الدین صاحب نو
عالم چشتی خلیفہ حضرت سید شاہ محمد افتخار علی مدنی دام برکاتہ

جان سے جاکے جو جاناں پہ فدا ہوتا ہے　　ہو کے بیخود وہ خودی سے تو خدا ہوتا ہے
کعبۂ دل کی زیارت جو ہوئی مجھ کو نصیب　　میری گھر میں مجھے دیدار خدا ہوتا ہے
ذکر اور فکر سے بھی کام نکلتا ہے کہیں　　جب خودی مٹتی ہے حق جلوہ نما ہوتا ہے
صبر اور شکر سے طالب رہے مسرور مدام　　جور معشوق کا عاشق پہ سدا ہوتا ہے
نہ تو مرتا ہے کوئی اور نہ جیتا ہے کہیں　　جوش دریا کا ہی دریا میں فنا ہوتا ہے
عارف لفظی ہیں اور ذاکر و شاغل سارا　　وصل حاصل نہیں کامل کے سوا ہوتا ہے
نور عالم کو ہے جو شیفتۂ وصل [illegible]　　نشۂ کبریٰ اسے ہر آن نیا ہوتا ہے

رباعین

جب تک خودی کو اپنی کیا تو فنا نہیں　　تجھکو نصیب ہوگا وصال خدا نہیں
موجود ہو وے نظر آتا خدا نہیں　　سب ڈھونڈتے ہیں اور کوئی اس سے جدا نہیں
نام و نشان سیر افقط تیری شان ہے　　گویا ہے تو زبان ہے میری صدا نہیں
حاصل یہ دوسرا کے ہے نسخہ سے مدعا　　موجود کوئی تیرے سوا دوسرا نہیں
اس رشک گل کو پائیگا کیونکر خودی سے تو　　جب وہ ملا تو جان لے تیرا پتا نہیں
پڑھ پڑھ کے علم کوئی نہ عارف ہوا کبھی　　تحقیق حق کی مرشد کامل سوا نہیں
ہستی ہی ایک تو من تو سے نکل کہیں　　جب تک ہے تو تجھے نظر آتا خدا نہیں

حاصل ہے افتخار مجھے افتخار سے | میں شاہ ملک فقر ہوا ہوں گدا نہیں
دیکھو تو نور عالم جان میری شان ہے | تا بانِ عرش ہیں نظر میں کوئی دیکھتا نہیں

غزلیات اردو فارسی جناب اشفاق حسین صاحب صدر عالم چشتی خلیفہ حضرت سید شاہ محمد افتخار علی مدنی دام برکاتہ

یا معین الدین

در تنگنائے عشق چہ رفتار نازک است | اے سالکِ رقیب رہ یار نازک است
اسلام و کفر آئینہ دار جمال اوست | صورت پرست قسم مزن اسرار نازک است
زاہد درونِ خویش چو بیخویشش بنگرد | صوفیست لیک از ہمہ اینکار نازک است
دیر است و کعبہ جلوہ گہ راز یک صنم | چشم دو بین ببند و بہ بیں کار نازک است

از وا شگاف معنیٔ رنگیں خموش صدر
تا نشکند کہ این دل اغیار نازک است

یا معین الدین

شنیدم در ازل ذات خدا بود | چو دیدم عین شانِ مصطفیٰ بود
شدہ جلباب این اسم و تعین | کجا این قصہ ما و شما بود
بہ بت خانہ شدم از دل مسلمان | کہ ہر بت معنی شان خدا بود
ندانستم یقین معنی و صورت | منم باقی تعین خود فنا بود

بدانستم بہ ویرلے صدر عالم | وطن راہم مقام جانِ ما بود

یا معین الدین

اے کہ واقف تر توی سر عیان را خوب تر | اسم اعظم خواندنت زیبد جہان را خوب تر
آمدہ لولاک در شانِ نزولت سر بسر | نیست جز تو لامکان و ہم مکان را خوب تر
قوتِ علمیتِ جبریل است ای اُمّی لقب | با شد این حکمت نظام اُمتان را خوب تر
حبذا ذاتت نہ مخلوق و نہ از خالق جدا ست | عکس و آئینہ بود تمثیل آن را خوب تر
کی توانی مدحتش ای صدر عاجز کان ہنوز | می نداند حال پنہان و عیان را خوب تر

یا معین الدین

ز حیرت چشم بکشایم جمال یار می بینم | بجان مشتاق دیدارم جمال یار می بینم
نشانش بے نشان و اندبی معراج معنی | من آنم آن کہ من دانم جمال الا رمی بینم
چہ داند زاہد بیچارہ این ناز و نیازش را | منم ہر لحظہ بے تابم جمال یار می بینم
سخن سنجان معنی نیک بشناسند چون او را | زہر شکلے کہ می خواہم جمال یار می بینم

خوشا ای صدر چون از نور عالم جلوہ داری
مثال مطلقش خوانم جمال یار می بینم

در دلم ہست تماشای جمالش ہر دم | ہست در گم شدن خویش وصالش ہر دم
سر فی انفسکم روشن و من ہیچ ندانم | یار آئینہ و گردان عجب با لشِ ہر دم
عین دشوار بود دیدن ہیچون زین چشم | غفلت چشم زدن ہست وبالش ہر دم

مدعی بحث ز راز کم و کیفش تا چند　　با خبر ساکت و نادان بمقالش هردم

نورِ عالم که نموده همه خود را همه اوست

صدر عالم همه حیران کمالش هردم

خواجهٔ خواجگان معین الدین　　مظهر جان جان معین الدین

احدیت هست دایماً مادامش　　مرکز لامکان معین الدین

وحدت و کثرتش بود یکسان　　مبدء کن فکان معین الدین

حامیٔ دین سرورِ لولاک　　چارهٔ عاصیان معین الدین

مرجع عالم آستانهٔ تست　　قبلهٔ انس و جان معین الدین

دردمندانِ عشق را شافی　　مرهم عاشقان معین الدین

رحم کن بر کمینهٔ صدرت

ای کسِ بیکسان معین الدین

جان من تازه بیاست بهر آن و زمان　　چشم مشتاق بسوی ش زکمان و نگران

نگاه در جلوهٔ معشوق گهی عاشق زار　　حیرت است اینکه بهر لحظه عیان و پنهان

رمز فی انفسکم شاهد حالش باشد　　حبذا نازکه ناید ز حسینان و بتان

زاهد اکنه و کمالش اگر از من پرستی　　بیش ازین نیست که هست آن بهٔ ضعیفان و جوان

چشم بکشا به تماشائی جمالش ای صدر

جان من تازه بیاس ست بهر آن زمان

دل افگاران امت را دوای یا رسول الله
عفو و جان غمناکان شفائی یا رسول الله

توئی چون مظهر ستار و من در تار تو ناستم
ها نا از برای من ردائی یا رسول الله

ز بس آلوده عصیانم که حصرش غیر امکانست
مگر از فخر می نازم عطائی یا رسول الله

نیاسایم ز دوریت ضلالت راهی خواهم
خدا را روی خود ما را نمائی یا رسول الله

کرم را از تو امیدم وطن بودست بطحا یم
طفیلت این همه انم جهائی یا رسول الله

نیاز و فقر دارد لذتی دیگر که می باشد
گدایانت نفور از پادشائی یا رسول الله

جمال نور عالم آنکه باشد عین دیدارت
نموده صدر را محو خدائی یا رسول الله

ز غفلت بس سیاه کارم اغثنی یا رسول الله
خراب و خسته و خوارم اغثنی یا رسول الله

بقید حرص و کبر و جاه و لذت نفس پا بندا ست
باطلاقش رجا دارم اغثنی یا رسول الله

ز عصیان در شب تارم توئی انوار حقانی
رخی بنما و شو یارم اغثنی یا رسول الله

دل از زنگ خودی شد تیره رحم و صیقلی فرما
بجز تو رو کجا آرم اغثنی یا رسول الله

نباشد تاب مهجوری دل مخزون صدر را
وصالت عشق در کارم اغثنی یا رسول الله

یا رسول الله فروغ دین و ایمانم توئی
تا لب جان من را جان جانانم توئی

از حریم احدیت وحدت شد ما دای تو
در میان جسم و جان ای شاه شاهانم توئی

ذات اکرم بالیقین ایجاد اکوان را سبب
جان پاکان آمدی ای فخر ایمانم توئی

منزل الا الله ای تو مهر تقلب انسان یکی
راز پنهان پرده ای شان عرفانم توئی

رازدارِ انبیا و اولیا و صلحا تمام　　خاتمِ گل گشته‌ای نورِ وجدانم توئی

عاصیانِ امت جز تو ندارند چاره　　رحمت للعالمین اے شانِ غفرانم توئی

ترجمان روے تو از نور عالم کرده ام

یافته صدر این معما سرِ پنهانم توئی

کمالِ نفسِ رحمانی محی الدین جیلانی　　نزولِ شانِ قرآنی محی الدین جیلانی

بصورت شانِ یزدانی بمعنی جانِ جانانی　　فروغِ شمعِ روحانی محی الدین جیلانی

مثالِ برزخت گویم میانِ واجب و امکان　　زهی محبوبِ سبحانی محی الدین جیلانی

بظاهر مرتضیٰ دانم بباطن مصطفیٰ خوانم　　نبی ثانی علی ثانی محی الدین جیلانی

کرم را کار فرمائی بزینت صدر آقائی

به بذلِ وجود لاثانی محی الدین جیلانی

زهے مقبولِ یزدانی معین الدین لاثانی　　زهی منظورِ سبحانی معین الدین لاثانی

توئی واقف توئی عارف توئی مشهورِ شانها　　حقایق را تو بانی معین الدین لاثانی

مرادِ قلب می یابند از تو مومن و مشرک　　باین و آن تو یکسانی معین الدین لاثانی

بسا سرمست و بیهوشان ز شرابِ معرفتِ تو　　کنندت کار روانی معین الدین لاثانی

چه داند صدرِ عالم ذاتِ پاکت انتها کردن

همانا شانِ یزدانی معین الدین لاثانی

غزلیات اردو

چشمۂ انوار دین ہو یا محمدؐ مصطفےٰ
نکتۂ عین الیقین ہو یا محمدؐ مصطفےٰ

معدنِ علمِ لدن ہو منبعِ اسرارِ کن
مخزنِ فضلِ مبین ہو یا محمدؐ مصطفےٰ

باعثِ ایجادِ عالم آپ ہی کی ذات ہے
مظہرِ دنیا و دین ہو یا محمدؐ مصطفےٰ

زیب ور و نق عرش نے پایا قدومِ پاک سے
زینتِ فرشِ بریں ہو یا محمدؐ مصطفےٰ

اپنے عصیاں کا نہیں ہے خوف مجھکو حشر میں
تم شفیع المذنبین ہو یا محمدؐ مصطفےٰ

آپکے اشفاق سے اشفاق نے پایا وطن
راحت جانِ حزین ہو یا محمدؐ مصطفےٰ

صدقہ عالم رحم سے فرمایا مجھ کو آپ نے
رحمت اللعالمین ہو یا محمدؐ مصطفےٰ

جو بن بنا کر میں آپ آیا خود ہی میں اپنے کو آپ پایا۔
ہوا میں اپنے پر آپ شیدا خود ہی میں اپنے کو آپ پایا

بچشمِ صورت بچشمِ معنی بنا ہوں ہوں آئینہ خدائی
مٹایا جھگڑا جو میں و تو کا خود ہی میں اپنے کو آپ پایا

ازل ابد کا جو کچھ بیان ہے میرا ہی جلوہ ہر آئینہ ہے
مزا خدائی کا جب اٹھایا خود ہی میں اپنے کو آپ پایا

نہ متصل ہوں نہ منفصل ہوں ولی ہیں ہر ایک کا ہم نشین ہوں
ہوا جو ظاہر کمال میرا خود ہی میں اپنے کو آپ پایا

جمالِ معنی کو دیکھتا ہوں کمالِ صورت دکھا دکھا کر
خدائی ساری خود ہی بن آیا خود ہی میں اپنے کو آپ پایا

نہ حسن یوسف ہوں نے زلیخا ہوا ہوں بے شک اسی میں پیدا
خود ہی کا جب کچھ خیال آیا خود ہی میں اپنے کو آپ پایا

زہے سعادت تھی ارادت کہ پایا اپنے میں نور عالم
وطن میں جب صدر خود سمایا خود ہی میں اپنے آپ پایا

بت میں دیدار خدا تھا مجھے معلوم نہ تھا — دیر ہی قبلہ نما تھا مجھے معلوم نہ تھا
گل میں جس طرح نہاں رہتی ہے بو گلشن میں — دل میں دلدار چھپا تھا مجھے معلوم نہ تھا
دل کے اسرار کو پایا تو ملا دلبر سے — دل میرا قبلہ نما تھا مجھے معلوم نہ تھا
جب شمار رنگ دوئی آئینہ توحید ہوئی — نہ تو ما تھا نہ شما تھا مجھے معلوم نہ تھا

صدر عالم کے طلب آ گئی مطلوب نظر
وطن آئینہ میرا تھا مجھے معلوم تھا

جلوۂ حسن ازل ہے جو سراپا تیرا — ہے میرا عشق ابد دیکھنے والا تیرا
جان جاں جان سے جاتا ہی تیرا اعلیٰ ہے — جان سے رہتا ہے کب جاننے والا تیرا
شرب اہل صفا میں وہ موحد ہی یقین — ہے جو ہر شے میں صنم دیکھنے والا تیرا
نقطۂ حیرت و عبرت کی عجب گردش ہے — دیکھتا ہوں جسے ہی دیکھنے والا تیرا

نکتۂ رمز وطن جب سے ہوا کشف عیاں
صدر عالم بھی ہوا جاننے والا تیرا

چشم دل سے جو کیا ہم نے نظارا تیرا — کیا تماشا ہے کہ ہے تو ہی تماشا تیرا

سر کٹانا ہی ترے گھر میں قدم رکھنا ہے — دار کہتے ہیں جسے ہے وہی زینہ تیرا

دیر میں جا کے رہیں یا رہیں ہم کعبہ میں — شمع رو دونوں مکاں میں ہے اجالا تیرا

میں جو کہتا تھا مجھے صاف صدا آتی تیری — ایک مدت میں کھلا یار یہ معمّا تیرا

صدر عالم کے وطن ہی میں چھپا تھا جاناں

نور عالم سے ملا مجھکو ٹھکانا تیرا

ہمدست کیا میں نے جو آئینہ فنا کا — چہرہ مجھے آتا ہے نظر صاف بقا کا

مصنوع سے صانع کی حقیقت ہوئی ظاہر — پایا تجھے عارف جو ہوا اپنی صدا کا

کیوں دیر و حرم کی میں دوراہی میں پھروں آہ — حاصل مجھے ہر شی میں ہے دیدار خدا کا

جب مٹ گیا میں میں تو ہوا میری نظر میں — پردہ تھا فقط بیچ میں اک ما و شما کا

واقف نہیں اے صدر کوئی شان وطن سے

آئینہ سمجھتا ہوں میں ارباب صفا کا

آنکھوں میں سب کے ہوں میں کسی سے چھپا نہیں — سب دیکھتے ہیں مجھ کو کوئی دیکھتا نہیں

پردہ دوئی کا آنکھ پہ مانع ہے دید کے — جب ہٹ گئی دوئی تو خدا سے جدا نہیں

حیرت سے شکل ہر ملکِ چشم آئینہ — آئینہ شکل یار ہے اور آئینہ نہیں

نظروں سے غیب صورتِ حق کی ہے یہ دلیل — آتا ہے جو نظر مجھے حق کے سوا نہیں

اے صدر میں وطن ہی میں جاناں سے مل گیا

کعبہ میں جا رہا نہ گیا میں گیا نہیں

اعلان
ہر قسم کی چھپائی رنگین و سادہ نہایت عمدہ
اور ارزاں دروں پر طبع کرانا مقصود ہو تو ذیل کے
پتہ پر بذریعہ خط وکتابت یا بالمشافہ طے فرمائیے۔
المشتہر
منیجر اعظم اسٹیم پریس چار مینار
حیدرآباد دکن